SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, December 19, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بشر المنٰفقین بان لھم عذاباً الیما۔ الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون المومنین۔ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً۔ وقدنزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم ایٰت اللہ یکفر بھا و یستھزٔ ابھا فلا تقعدوا معھم حتٰی یخوضوافی حدیث غیرہ انکم اذًا مثلھم۔ ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا۔

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جوبڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (اے پیغمبر) منافقوں(یعنی دورخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو عزت تو سب

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, December 19, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

بشر المنٰفقین بان لهم عذاباً الیما۔ الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون المومنین۔ ایبتغون عندهم العزة فان العزة للّٰه جمیعاً۔ وقدنزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم ایٰت اللّٰه یکفر بها و یستهز ابها فلا تقعدوا معهم حتٰی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذًا مثلهم۔ ان اللّٰه جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جهنم جمیعا۔

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دورخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو عزت تو سب

اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء آیات ۱۳۸ تا ۱۴۰)

Panel of Presiding Officers

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد۔

I welcome all colleagues for the 49th Session. I will read out the Panel of Presiding Officers for the session. In pursuance of Sub-Rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 49th Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Engr. Rukhsana Zuberi.
2. Senator Ms. Anisa Zeb Tahirkheli.
3. Senator Mr. Muhammad Talha Mahmood.

Some of our colleagues wanted to offer some condolences.

Condolence and "Fateha" for the Victims of Terrorism

سینیٹر حاجی محمد عدیل خان: جناب چیئرمین! گزشتہ دنوں پشاور میں ایک بم دھماکا ہوا تھا۔ خودکش بم تھا جس کے نتیجے میں پشاور کے مرکزی حصے میں تقریباً چالیس کے قریب خواتین و حضرات شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ ہمارے صوبے پختونخواہ میں، بنوں اور سوات کے

علاقے میں ایسے کئی واقعات ہوئے، خودکش حملے ہوئے جس کے نتیجے میں کافی لوگ شہید ہوئے۔ عمارات کو بھی نقصان ہوا۔ میں ہاؤس سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر ان تمام شہیدوں کے لئے، تمام قتل ہونے والے معصوم لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں عرض کرنا چاہوں گا کہ بنوں میں امریکی drone طیارے نے پہلی بار settled area میں missile strike کے ذریعے بنوں کے پانچ باشندوں کو شہید کیا۔ ان کو بھی اس فاتحہ خوانی میں شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ سوات میں جو واقعات ہو رہے ہیں، جن میں عام لوگوں کو دہشت اور بربریت سے شہید کیا جا رہا ہے اور ایک بہت بڑا واقعہ یہ ہوا ہے کہ پیر سمیع اللہ کو شہید کیا گیا ہے اور پھر دفن کیا گیا اور اس کے بعد قبر سے نکال کر اسے لٹکایا۔ جناب والا! دہشت اور بربریت کا ایک ایسا دور مسلط ہے۔ جناب والا! میں request کروں گا کہ پیر سمیع اللہ اور اس کے ساتھیوں اور تمام ان لوگوں کے لئے جو شہید ہوئے ہیں جن پر ظلم ہوا ہے دعا کی جائے۔

جناب چیئرمین: بنگزئی صاحب! اسی دعا کے سلسلے میں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میں بھی اسی تناظر میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک دوست جو ایم این اے ہیں ڈاکٹر عنایت اللہ درانی صاحب پچھلے دنوں ان کا accident ہوا تھا ان کی صحت کی بحالی کے لئے دعا کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد اس کے لئے کر لیتے ہیں۔ کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! میں اس معاملے میں بات کرنا چاہ رہا تھا کہ Prime Minister کا ایک statement آ رہا ہے میڈیا میں آج کل۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: خالد محمود صاحب اگر آپ مہربانی کر کے دعا کرائیں تو پھر

Points of Order لیتے ہیں۔ آج کی دو leave applications اور presentation کو کر کے پھر Points of Order سے لوں گا۔ ابھی دعا کر لیتے ہیں

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب چیئرمین: خالد صاحب! درانی صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

(اس موقع پر دوبارہ دعا کی گئی)

جناب چیئرمین: میرے پاس Points of Order کے کوئی ۱۰ نام ہیں اور دو ساتھیوں نے یہاں بھی نام دیئے ہیں تو انشاء اللہ پہلے یہ leave applications اور بنگزئی صاحب کی ایک presentation ہے وہ کر کے پھر Points of Order شروع کر لیتے ہیں۔

Leave of Absence

Mr. Chairman: Leave applications.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۱۹ تا ۲۴ دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مشاہد حسین سید نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۹ دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا عبدالرشید نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر احمد علی نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر حاجی محمد عدیل گزشتہ اجلاس میں بیرون ملک ہونے کی وجہ

سے شرکت نہیں کر سکے لہذا انہوں نے پچھلے مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مخدوم شاہ محمود قریشی، وزیر خارجہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض سرکاری مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۹ اور ۲۰ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Item No.2, Bangulzai sahib.

Laying of Report of Standing Committee on Information and Broadcasting

Senator Liaqat Ali Bangulzai: I beg leave to present the report of Standing Committee on Information & Broadcasting. Sir, before laying the report I must confess that it is not possible for one alone to make reports. It is a team work. I thank all of my Committee members and all the committee staff especially, Syed Muhammad Ilyas who is working with me as Secretary Committee and other Committee Members. Thank you sir.

Mr. Chairman: I think, you have presented the report and I should not need to repeat it. We take up the point of order. Ishaq Dar Sahib.

Points of Order:

Supremacy of the Parliament

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اجلاس کے حوالے سے یہ بہت اہم اجلاس ہے کیونکہ پچھلے اجلاس کے بعد جو عرصہ گزرا ہے کافی زیادہ ملک میں نئی developments ہوئی ہیں اور خصوصاً Bombay attacks کے بعد پاکستان

جس دور سے گزر رہا ہے اور national security کے حوالے سے جو معاملات ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس پر بہت بڑی ذمہ داری ہے جناب چیئرمین! کہ ہم threadbare کریں، ان issues کے اوپر discussion کریں open heart کے ساتھ اور ان issues پر discussion کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم کوئی suggestion دے سکیں کہ کس طرح ان تمام معاملات کو حل کرنا چاہیے۔ اسی دوران جو ایک گھمبیر مسئلہ اٹھا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ judiciary اور parliament کے درمیان ہے جو فرح ڈوگر کیس ہے اس حوالے سے آپ اور میں ہم دونوں privy ہیں۔ جو اخباروں میں چھپ رہا ہے اور جو National Assembly کی committee کو stay کیا گیا کہ وہ اپنی proceedings کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ یہ issue فرح ڈوگر کا ہو، ABC کا ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو supreme مسئلہ ہے وہ Parliament کی sovereignty اور اس کی supremacy کا ہے۔ کسی بھی حالت میں اس پر compromise نہیں ہونا چاہیے۔ Speaker, National Assembly نے اس recent اجلاس میں جو ۱۵ کو شروع ہوا انہوں نے clear ruling دی ہے اور میں expect کرتا ہوں کہ آپ بھی ایک message اس House کی طرف سے دیں گے کہ Parliament supreme ہے۔ یہ کہنا کہ وہ کمیٹی empower نہیں ہے اس issue کو House میں discuss کرنے کے لئے کہ یہ پوری Parliament یا پوری National Assembly نہیں ہے وہ غلط ہے کیونکہ ہمارے Constitution میں یہاں تمام وکلاء اور جو experts بیٹھے ہیں Article No.66 clearly define کرتا ہے کہ مجلس شوریٰ ہے کیا؟ وہ either House ہے یا Joint Sitting ہے یا Committee thereof. تو اس حوالے سے اور پھر جب آپ کہتے ہیں کہ Judge کا conduct discuss نہیں ہو سکتا تو Judge کا in relation to his performance of the duties as a Judge not as a personal or individual اور میں سمجھتا ہوں کہ Islamabad High Court کا جو judgement تھا، انہوں نے stay دینے سے بالکل refuse کیا اس کے بعد جو interventions ہوئیں ایک plan process کے ذریعے Issue کیا ہے؟ Issue یہ ہے کہ کیا یہ جو papers ہیں یہ reassess ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ This is very clear law. یہ check ہو سکتے ہیں۔ Numbering add ہو سکتی ہے اگر چیئرمین نے اپنی discretion کے تحت کوئی

extra marks دینے تھے across the board جتنے candidates ہیں جتنے اس امتحان میں تھے ان کو مل سکتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اسحاق ڈار کی اگر بیٹی ہے یا بیٹا ہے تو اس کو ۲۱ نمبرز دے دیں اور باقی جو ہزاروں بلکہ لاکھوں سٹوڈنٹس ہیں ان کو آپ نہ دیں۔ You cannot deprive. تو reassessment کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہرحال میں اس debate میں نہیں جاتا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی بدقسمتی ہے کہ جو stay دیا گیا۔ ابھی تک جو ہماری Parliamentary Standing Committee on Education of the National Assembly ہے اس کی proceedings نہیں ہو رہیں۔ میں رضا ربانی سے request کروں گا کہ he should use his good offices and contacts with the Cabinet and the Prime Minister اور سپیکر کے ساتھ بھی وہ بات کریں۔ آج اس ہاؤس کی طرف سے ایک clear message آنا چاہیے، جس طرح نیشنل اسمبلی کی سپیکر نے دیا ہے I hope that in letter and spirit. صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ you have to demonstrate. سینیٹ اور نیشنل اسمبلی، پارلیمنٹ (مجلس شوریٰ) this is the supreme body, this is the law making body of the country اور اس کی proceedings کے اوپر کسی قسم کی قدغن نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں مسلسل conflict of interest رہا ہے یعنی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ یہاں آپ کا conflict of interest ہے۔ We have seen in the past اسی طرح ہمارے ادارے تباہ ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! آج وقت ہے کہ ہم اپنے institutions کو strengthen کریں۔ اپنے سسٹم کو ہم زیادہ مضبوط کریں، اپنی پارلیمنٹ کو sovereign کریں لیکن ہم تھوڑا سا آگے جاتے ہیں یعنی ہم ایک قدم آگے اور دس قدم پیچھے جاتے ہیں۔ یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے۔ ہاؤس کمیٹی میں یہ طے ہوا ہے کہ سوموار کو آپ فیصلہ کریں گے کہ اس سیشن میں کیا business ہو گا۔ میں point of order پر صرف یہی عرض کروں گا کہ آج کے حوالے سے، آپ کی طرف سے clear message جانا چاہیے کہ پارلیمنٹ is supreme اور اس کی کسی proceedings کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس Monday کو House Committee میں جیسے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ business طے کریں گے تو اس وقت ہمارا یہ supreme concern ہونا چاہیے کہ پاکستان کی air space violate ہو رہی ہے، پہلے drones

violations کر رہے تھے' نیٹو اور US Forces کر رہی تھیں۔ اب انڈیا نے کرنا شروع کر دیا ہے۔ جمعہ کو violate کیا' پھر ہفتے کو کیا پھر controversies, یہ لمبی لسٹ ہے میں اس پر بحث نہیں کرتا کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ topic پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے' پاکستان کی خودمختاری کے حوالے سے سب سے زیادہ important ہے اور اس subject پر آپ Monday کو regularly debate کی اجازت دیں' بجائے یہ کہ میں اکیلا اس پر بولوں' میں سمجھتا ہوں کہ سارا ہاؤس--- جب Presidential Address پر بولنے والے speakers ختم ہو جائیں تو اس کے بعد پاکستان کی اس وقت national security کے حوالے سے اور پارلیمنٹ کی supremacy کے حوالے سے جو صورتحال ہے ہمیں اس پر بحث کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رضا صاحب! میں نے یہاں یہ سنا کہ سپریم کورٹ نے اس پر کوئی فیصلہ غالباً دیا ہے لیکن مجھے پتا نہیں ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! میں وہاں تھا' اس پر petition dismiss ہو گئی ہے اور stay order vacate ہو گیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ دو نہایت اہم موضوعات پر اسحاق ڈار صاحب نے بات کی ہے۔ جہاں تک national security کا تعلق ہے' میں ان کے ساتھ اس بات پر بالکل سو فیصد متفق ہوں کہ اس ہاؤس نے پہلے بھی اور خاص طور پر جب سے موجودہ coalition حکومت آئی جس کا ڈار صاحب بھی حصہ رہے اور ہم تو آج بھی ان کو حصہ سمجھتے ہیں' اس نے ہمیشہ foreign affairs ہو یا national security کے مسئلے ہوں ان کو floor of the House پر debate کیا ہے اور جیسے ہی ممبئی کا واقعہ ہوا تو آپ کو یاد ہو گا کہ Prime Minister نے فوری طور پر تمام political leadership کے ساتھ ٹیلیفون پر رابطہ کیا' ان کو اس سے آگاہ کیا اور اس کے فوراً بعد پھر ایک All Parties Conference بلائی گئی اور تمام political leadership کو confidence میں لیا گیا۔ میں on the floor of the House اور آپ کے توسط سے پاکستان

کی political leadership کو خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہوں گا کہ جس political maturity کا انہوں نے مظاہرہ کیا اور جس طرح انہوں نے اپنے تمام اختلافات' سیاسی اختلافات کو ایک side پر رکھا اور ایک united face پاکستان کا دکھایا ' ایک متحدہ face پاکستان کا وہ سامنے لائے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بہت ساری repercussions سامنے آئیں اور ان کی وجہ سے بہت ساری tensions کو defuse کرنے کا موقع ملا اور اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم کو ایک حوصلہ ملا کہ پاکستان کی سیاسی قیادت اس انڈین threat کے موقع پر متحد ہے اور ایک ایسی صورتحال پیدا ہوئی جس کا ایک مثبت نتیجہ سامنے آ رہا ہے۔میں بالکل اس کو welcome کرتا ہوں اور حکومت کی طرف سے یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر چاہیں تو Monday کو لے لیں' ہم Presidential debate کو پیچھے کر سکتے ہیں' جیسے نیشنل اسمبلی میں ہم نے کیا ہے' اس کے اوپر بحث کروائی ہے اگر ہاؤس چاہے گا اور House Business کمیٹی کے اندر یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ debate کو ایک دو دن کے لیے موخر کر کے اگر Monday سے اس issue کو take up کرنا چاہتے ہیں تو I have no prblem. میں assure کرواتا ہوں کہ we would be willing to take it up from Monday or whenever the House desires ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ جو ڈار صاحب نے اٹھایا ہے وہ Judiciary اور پارلیمان کا ہے' میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی بالخصوص اور coalition کی جو حکومت ہے اور coalition کی جو دیگر جماعتیں ہیں جن میں ANP بھی شامل ہے' JUI(F) بھی شامل ہے' زہری صاحب بھی شامل ہیں ان سب کا ایک بڑا تاریخی کردار رہا ہے اور ان تمام سیاسی جماعتوں کا ایک تاریخی کردار آمریت کے خلاف جدوجہد کا رہا ہے' فوجی dictatorship کے خلاف جد وجہد کا رہا ہے اور اداروں کی بالادستی کے لیے ان تمام جماعتوں نے اپنی سیاسی life دی ہے اور پاکستان پیپلزپارٹی نے اپنی دو قیادتیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید دنیا کی تاریخ میں ایک نیا باب ہے کہ پاکستان پیپلزپارٹی نے اپنی دو قیادتوں کی شہادت اس ملک میں جمہوری نظام' جمہوری قدروں اور جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے کے لیے دی ہے لہذا ہمارے سامنے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آئین کے تحت' democratic tradition کے تحت' پارلیمانی نظام کے تحت پارلیمان

سپریم ہے - There is no other institution which is more supreme than

Parliament لیکن ہم ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا جو آئین ہے وہ trichotomy

کی بات کرتا ہے اور یہ trichotomy executive, legislature اور judiciary کے درمیان

ہے اور اس trichotomy کے اصول کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا پاس کرنا چاہیے' اس کا

بھرم رکھنا چاہیے کیونکہ اس principle کے تحت trichotomy کے each institution is

independent in term of what is prescribed in the Constitution. لہٰذا ہمارے

سامنے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے and we fully believe in this that the Parliament is

supreme and there is nobody or no person or no institution that is over

and above Parliament. جہاں تک کمیٹی کے لیے انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں کوشش

کروں تو جو میری understanding ہے وہ یہ ہے کہ اس مسئلے کے اوپر نیشنل اسمبلی میں

غالباً بات ہوئی ہے اور نیشنل اسمبلی میں جو Chief Whip ہیں انہوں نے اور شاید Leader of

the Opposition نے اکٹھے بیٹھ کر کوئی تاریخ طے کرنی ہے اور جو کل میں نے سنا ہے شاید

ان کے درمیان کوئی تاریخ طے بھی ہوئی ہے جس پر کمیٹی کی meeting ہو گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی حاجی عدیل صاحب! آپ بھی اسی پر بولنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں بھی آپ کا ایک منٹ لوں گا۔ جناب چیئرمین!

ڈار صاحب نے جو کہا ہے اور اس کا جواب جناب قائد ایوان نے دیا ہے۔ میں عوامی نیشنل پارٹی

کے حوالے سے صرف ایک مسئلے پر بات کروں گا کہ ہم پارلیمنٹ کو سب سے بالادست سمجھتے ہیں۔

پارلیمنٹ آئین میں بھی ترمیم کر سکتی ہے۔ آئین کو بدل بھی سکتی ہے تو پارلیمنٹ سپریم ہے

اور میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ کی طرف سے جو آرڈر stay کا آیا ہے یہ بڑا غلط ہے' غیر

آئینی ہے اور پارلیمنٹ کی بالادستی میں مداخلت ہے۔ آج یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ petition

dismiss ہو گئی اور stay order ختم ہو گیا ہے لیکن یہ stay order آیا ہے - کل پھر آ سکتا

ہے۔ کل کوئی petition admit ہو سکتی ہے۔ ہم کسی ادارے کو بھی' اگر فوج اس پارلیمنٹ

پر قبضہ کرتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فوجی مارشل لاء ہے۔ یہ جو stay دیا گیا تھا' میں اسے

judicial martial law سمجھتا ہوں۔ میری پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی ہمیشہ پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتی ہے اور اس کے لیے اس کی مسلسل تاریخ اور جدوجہد ہے اور ہم چاہیں گے کہ پارلیمنٹ اس مسئلے پر غور کرے کہ stay order کیوں دیا گیا؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب! اسی issue پر بولنا چاہ رہے ہیں آپ؟

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جی اسی issue پر۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی۔ میں حاجی عدیل صاحب کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ یہ اپنے اپنے اختیارات ہیں، Judiciary کی آزادی، Executive کی اپنی آزادی اور Legislature کی اپنی لیکن مجموعی طور پر پارلیمنٹ supreme ہے۔ یہ بنیادی بات ہے۔ اس حوالے سے کوئی injunction یا کوئی اور stay order پارلیمنٹ کو کوئی نہیں دے سکتا۔ جناب والا! یہ ہے اصل پوزیشن اور میں ایک بار پھر ان کی بات کو اور اسحاق ڈار صاحب کی بات کو endorse کرتا ہوں اور اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! یہ مسئلہ دو دسمبر کو سینیٹ کی Standing Committee for Education میں بھی اٹھایا گیا۔ اس وقت جب ہم اس مسئلے پر بحث کرنے لگے تو ایک کاغذ کمیٹی کے پاس پہنچ گیا اور چیئرپرسن محترمہ سینیٹر رزینہ عالم خان صاحبہ نے ہمیں بتایا کہ ان کو ایک فیکس موصول ہوا ہے، غالباً Attorney General کی طرف سے تھا کہ سپریم کورٹ کے اندر writ petition دائر ہوگئی ہے اور سپریم کورٹ نے اس میں نوٹس جاری کردیا ہے، یہ معاملہ اب sub judice ہو گیا ہے، اس لیے اس پر آپ بحث نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی بہت غلط ہوا ہے، اٹارنی جنرل کی طرف سے اس طرح کا fax message سٹینڈنگ کمیٹی کو دینا درست نہیں ہے۔ محترم اٹارنی جنرل ہمارے فاضل رکن ہیں، ہمارے دوست ہیں، ہمارے لیے محترم ہیں۔ اس کے بعد اگرچہ کمیٹی نے اس کو قبول نہیں کیا اور اس وقت قابل احترام وزیرتعلیم موجود تھے، کمیٹی کی طرف سے ان کو تین ہفتے کا وقت دیا گیا کہ وہ کمیٹی کو رپورٹ دے دیں لیکن آج یہ

سننے میں آیا ہے کہ ان کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ رپورٹ نہیں دے سکتے۔ یہ بھی مناسب نہیں۔

میں آپ کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کمیٹی کو یہ رپورٹ تین ہفتوں کے اندر لازماً دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے direct کوئی پیغام نہیں ملا۔ سیکرٹری آفس میں ڈپٹی اٹارنی جنرل، جناب امجد اقبال قریشی کی جانب سے ایک message آیا تھا۔ ہماری کمیٹی کی کارروائی کو روکنے کے لیے ہمیں نہیں کہا گیا۔ کہیں سے ہمیں کوئی پریشر نہیں تھا، صرف یہ message تھا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ اس کی writ ہائی کورٹ میں accept ہوگئی ہے اور چونکہ اس پر فیصلہ ہوگا تو یہ matter sub judice ہوگیا ہے، آخر میں لکھا ہے کہ since the matter becomes sub judice..... ہمارے جو rules and regulations ہیں ان کے Article 200 کے تحت sub judice matter ہم discuss نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود بھی ہم نے اس کو اس reference سے discuss نہیں کیا لیکن وزیر تعلیم صاحب سے کہا کہ آپ اپنی inquiry کروائیں۔ کیونکہ وہ غیر ملکی دورے سے واپس آئے تھے، ان کو پورا علم نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے اس وقت تک اپنی inquiry کروائی تھی، ان کو ہماری کمیٹی کی جانب سے یہ کہا گیا کہ وہ دو تین ہفتے میں inquiry کر کے اس کی رپورٹ دیں۔

آج جو جنگ اخبار میں خبر آئی ہے وہ بھی انہوں نے کافی توڑ مروڑ کر لکھی ہے۔ جنگ کے نمائندے دلشاد عظیم نے مجھ سے فون پر پوچھا تھا کہ وہ رپورٹ آپ کو پہنچ گئی ہے تو میں نے کہا نہیں۔ چونکہ میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ تمام ریکارڈ ابھی ہائی کورٹ کی تحویل میں ہے، اس وجہ سے ہم بروقت نہیں دے سکیں گے لیکن انہوں نے انکار نہیں کیا، انہوں نے کہا جیسے ہی ہمیں معلومات مل جائیں گی ہم inquiry کریں گے اور وہ ہم کمیٹی کو پیش کریں گے۔ میں نے سوچا کہ ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ باتیں عرض

کر دوں۔

جناب چیئرمین: آپ وزیر تعلیم سے matter follow کر لیں اور کہیں کوئی دقت ہو تو میرا office بھی حاضر ہے کیونکہ جو اب سپریم کورٹ میں development ہوئی ہے اس سے بھی اس پر اثر پڑتا ہے۔ جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will just inquire from the Minister for Education

لیکن جو بات ابھی Chairperson, Standing Committee نے کی ہے، اس میں factual position یہ ہے کہ جب ریکارڈ اسلام آباد ہائی کورٹ میں گیا تو وہاں پر انہوں نے اس ریکارڈ کو seal کر لیا ہے۔

Therefore, he may not be having the record with him and that is why he may have said

کہ تھوڑی سی تاخیر ہوجائے گی لیکن میں یہ House کو assure کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے پہلے کہا کہ اس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمان بالادست ہے اور کوئی ادارہ، کوئی شخص یا کوئی فرد پارلیمان کی کارروائی کے اندر دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ میں یہ بات clarify کر کے آپ کے توسط سے House کے سامنے رکھ دوں گا کہ Minister نے کیا بات کہی ہے۔

جناب چیئرمین: انیسہ زیب صاحبہ! آپ اسی issue پر بولنا چاہ رہی ہیں؟ جی۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب چیئرمین۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ پارلیمنٹ کی بالادستی ensured ہے اور جہاں پر سپریم کورٹ پارلیمان کو یا اس کی کسی بھی شاخ کو، قانون کے مطابق کسی بھی معاملے پر بحث کرنے سے نہیں روک سکتی، وہیں پر پارلیمان کو بھی Judges کے personal conduct پر بات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس پر بہت simple سا point ہے اور مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیوں اس بات پر agitate کیا جارہا ہے کہ Chief Justice کمیٹی میں آئیں۔ فرض کریں اگر انہوں نے کسی معاملے میں اپنا influence

استعمال بھی کیا ہے تو وہ officials کے ذریعے کیا ہوگا۔ ان officials کو جنہوں نے یہ revise کیا ہے، میں بالکل agree کرتی ہوں

being former Minister of State for Education, it is next to impossible, even if it is more than impossible

کہ آپ کبھی بھی نمبروں کو upward revise کریں۔ ایسا ہو نہیں سکتا، قانون میں اس کی انتہائی ممانعت ہے۔ لیکن اگر کسی نے کیا ہے اس کی بجائے کہ وہ unmarked question رہ گیا ہے اور جس طرح میڈیا میں آیا تو پھر ان officials کو بلا کر

they should be taken to task instead of politicizing the whole matter and trying to bring the Chief Justice as father of that candidate.

اس کی مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس line پر اس معاملے کو کیوں لے جایا جا رہا ہے اور یہ دو اداروں کے درمیان clash کا سبب کیوں بن رہا ہے؟ میری ابھی ڈار صاحب سے بات بھی ہوئی تھی کہ بنیادی طور پر ان officials کو بلانا چاہیے جنہوں نے اس طرح کیا ہے۔ ایک تو قومی اسمبلی کی Education Committee کے سامنے موجودہ چیئرپرسن نے on record admit کیا ہے کہ یہ نہیں ہوسکتا، تو جن لوگوں نے کیا ہے، وہ کن grounds پر کیا ہے، کمیٹی کو انہیں بلانا چاہیے اور ان سے پوچھ گچھ کرنی چاہیے بجائے اس کے کہ اس candidate کو یا اس کے father کو۔ ایسا ہوتا نہیں۔ اگر اس کے father نے اپنا کوئی طریقہ استعمال کیا بھی ہے، let's say, assume کرتے ہیں تو کیا وہ کمیٹی میں آکر اس کو admit کریں گے۔ کیا کوئی ایسی تحریر موجود ہے۔ اس لیے ہم اس معاملے کو غلط سمت میں لے جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس معاملے کو politicize کرنے کی بجائے، اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہیے کہ کیوں rules کو violate کیا گیا اور کیا ماضی میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے جس طرح یہ بیس نمبر بڑھائے گئے؟ کیا ماضی میں کبھی کسی کیس میں اس طرح نمبر بڑھائے گئے، this should be the line of investigation. شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کے ارکان اور چیئرپرسن نے آپ کی تجاویز سنی ہیں، مجھے

یقین ہے کہ اس پر عمل کریں گے۔ بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میرا بھی اسی سے related مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے اس دن بڑی حیرت ہوئی بلکہ ہمارے جتنے بھی ارکان پارلیمنٹ ہیں انہوں نے مجھ سے سوال بھی کیا کہ being a member of Education Standing Committee, how it is possible that one Judge or a Court آپ کو کسی بھی مسئلے پر اظہار خیال سے روک سکتی ہے۔ یہ مسئلہ فی الواقع ایک genuine مسئلہ ہے۔ ہمیں کئی لوگ ای میل کرتے ہیں، کئی موبائل message کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو آپ پارلیمنٹ میں اٹھائیں۔ اب کسی بھی پارلیمنٹ کے ممبر کو یہ پتا نہیں ہوگا کہ یہ کسی کورٹ میں ہے یا نہیں ہے۔ اگر ہم ایک نظیر قائم کرلیں، ایک مثال قائم کرلیں تو پھر تو ہمارے لیے یہاں بولنا ہی بڑا مشکل ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہمارے لیے کم از کم 340 بڑے بڑے موٹے موٹے تالے ہونے چاہییں جو کہ ہمارے ہونٹوں پر لگا دیے جائیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ جو معاملہ عدالت میں ہے اس کو ہم یہاں discuss نہیں کرسکتے۔ یہ پارلیمنٹ ہے اور مجھے بڑی خوشی ہوئی جب ہمارے Leader of the House نے فوراً اپنا ردعمل ظاہر کیا کہ Parliament is supreme اور کوئی بھی عدالت پارلیمنٹ کو کسی کارروائی سے روک نہیں سکتی۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ایک واضح اور clear cut اشارہ دینا چاہیے، آپ ruling دے دیں کہ پارلیمنٹ بالادست ادارہ ہے اور کوئی بھی ماتحت عدالت even Supreme Court تک کو یہ اختیار نہیں کہ پارلیمنٹ کے کسی رکن کو یہ کہہ دے کہ آپ اس معاملے پر نہیں بول سکتے اور اس پر بول سکتے ہیں تو we are not supposed to take dictation from outside. ہمیں لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کرنی ہے، ہمیں سترہ کروڑ عوام کی خواہشوں، آرزوؤں کو یہاں آپ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب والا! میں آپ کی اور رضا ربانی صاحب کی خدمت میں

گزارش کرتا ہوں کیونکہ یہ موقع کبھی کبھار آتا ہے کہ انسان اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے کہ اس کی روح کیا کہہ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بات ایک کیس کی نہیں ہے، میاں رضا ربانی صاحب نے جو statement دی ہے وہ ایک general statement ہے، انہیں ایک particular statement دینی چاہیے۔ ہم انہیں اس طرح نہیں چھوڑیں گے کہ وہ یہ کہیں کہ Parliament is supreme, if Parliament is supreme پھر Standing Committee کی proceedings کو آپ کیوں روک رہے ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری محترمہ Chairperson Standing Committee کی statement بھی معذرت خواہانہ ہے ۔ یہاں ہمارا clear cut attitude ہونا چاہیے۔ جناب والا! بات یہاں پر ایک آدمی کی نہیں ہے، وہ جس جگہ پر بیٹھا ہوا ہے، وہ سپریم کورٹ کا سپریم عہدہ ہے اور وہ اگر اس طرح manipulate کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا معاشرہ کچھ شائستہ معاشرہ ہوتا تو اس کو تو کب کا استعفی دے دینا چاہیے تھا۔ میری عوامی نیشنل پارٹی، پیپلز پارٹی اور جے یو آئی سے گزارش ہے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ قدغن نہیں ہونی چاہیے تو کیوں دو ماہ سے یہ بحث چل رہی ہے اور ہم ایک general statement دے دیتے ہیں۔ میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کو proceed کریں۔ اگر یہاں پر ہمارا معذرت خواہانہ attitude ہوا تو سمجھیں کہ ہم بات تو پارلیمنٹ کی بالادستی کی کر رہے ہیں لیکن اپنے اختیارات کو surrender کر رہے ہیں۔ میری یہی گزارش ہے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالرزاق تھہیم۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: جناب چیئرمین! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی کہ Parliament supreme ہے، کس نے کہا کہ Parliament supreme نہیں ہے۔ اگر کسی نے کہا ہے کہ supreme نہیں ہے تو پھر تو بحث شروع ہوتی ہے۔ آج مجھے یہ دکھ ہو رہا ہے کہ ہم کس crisis میں جا رہے ہیں اور یہ معاملہ confrontation between Judiciary and Executive کب سے چل رہا ہے۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ Streets میں جج جا رہے ہیں، power politics میں وہ جا رہے ہیں۔

یہ issue بھی political ہے - یہ ایسے حل ہو سکتا تھا۔ خدا کے لیے confrontation between Judiciary and Executive کو ختم کیا جائے - ایک high powered committee بیٹھے - یہ معمولی بات ہے۔ Appointments میں پہلے کتنی violations ہوئی ہیں، اس پر کیا ہوا؟ کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ تو ایک بچی کا نام سارے اخباروں اور سارے میڈیا میں آنا بڑے دکھ کی بات ہے۔ ایک چیف جسٹس کی بچی کا نام سارے اخباروں میں چل رہا ہے - اس کا کوئی حل ڈھونڈیں، اپوزیشن بھی، حکومتی سائیڈ بھی، میں بار بار کہتا رہا Judiciary and Executive کی confrontation کے لیے کہ خدا کے لیے ایک کمیشن بنائیں جس سے مجھ کو فائدہ ہو مگر ان چیزوں کو الجھانے سے ملک کا بہت نقصان ہو رہا ہے، foreign countries میں بھی یہ ہو رہا ہے۔ اس لیے اس کا کوئی حل ڈھونڈیں کہ Judiciary and Executive confrontation ختم ہو جائے اور اچھی طرح سے فیصلے ہوں۔ اس کو politicise نہ کیا جائے جو کہ پہلے سے ہی کیا جا رہا ہے - میں اس کیس میں بھی نہیں جاتا۔ گلیوں میں جج صاحب نعرے لگا رہے ہیں، آ رہے ہیں، جا رہے ہیں۔ میں اگر اس تفصیل میں جاؤں تو دکھ ہوگا۔ بھٹو صاحب کو پھانسی دے کر کہتے ہیں کہ غلطی ہوگئی، سپریم کورٹ پر حملہ ہوا، کون جواب دہ ہے، پتا ہے۔ سپریم کورٹ کہتی ہے کہ کوئی جرم ہی نہیں ہے، کوئی ہے نہیں، پھر دوسرا جج آتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہیں، ایک ایک مہینہ جیل کی سزا contempt میں دیتے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا اس کا کوئی حل نہیں۔ میں صدر مملکت صاحب، وزیر اعظم صاحب، قائد حزب اختلاف صاحب کو عرض کروں گا کہ ایک کمیٹی بنا کر ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو in the interest of country, not in the interest of any individual حل کریں - میں میڈیا کو بھی عرض کروں گا کہ خدا کے لیے عدلیہ کو اتنا نہ الجھائیں - سارے cases آ گئے ہیں۔ سجاد علی شاہ اور محترمہ بےنظیر کے جھگڑے میں کیا ہوا، Assembly dissolve ہوئی، آپ نے یعنی خود پارلیمنٹ نے عدلیہ کو پاور دی ہے کہ اگر Parliament dissolve ہوتی ہے تو عدلیہ فیصلہ کرے گی کہ کیا یہ dissolution صحیح ہے یا غلط ہے تو پھر پارلیمنٹ کہاں سپریم ہوئی۔ اپنے آئین میں آپ یہ باتیں کرتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ اس کو مہربانی کرکے ساری پارٹیاں مل کر amicably resolve کریں کہ ہم دوسری طرف چلیں۔ ہم crisis میں چل رہے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ یہاں بڑی اچھی arguments ہوئے ہیں مگر matter ہی ہمارے ہاں نہیں ہے کہ whether we can sit over the National Assembly's proceedings, whether we can take any decision against the Standing Committee or the National Assembly resolution ہمارے پاس کیا ہے؟ کوئی power تو بتائیں کہ ہم قومی اسمبلی کی proceedings پر لڑتے رہیں اور اس پر criticise کرتے رہیں یا عدلیہ کو criticise کرتے رہیں۔ Matter آ جائے تو ہم دیکھیں گے۔ Main solution یہ ہے کہ بیٹھ کر amicably دونوں اداروں Executive and Judiciary کو خدا کے لیے ساتھ لے کر چلیں۔ ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ marks کا issue ہے، appointments کا issue ہے، یہ ہمارے ملک کی کوئی پوزیشن ہے، دکھ ہو رہا ہے۔ عدلیہ بھی تو ایک چیز ہے، پھانسی بھی دے سکتی ہے، پھانسی سے اتار بھی سکتی ہے۔ تو اسی لیے میں ایسے نہیں کہتا - Parliament is supreme. Parliament is a law making body. اس پر سپریم کورٹ کی اتنی judgements ہیں - اس کو یہاں چھیڑنا فضول ہے۔ آپ judgements دیکھیں، ایک، ایک judgement میں یہی ہے کہ Parliament is supreme. Parliament is a law making body. It is not an ordinary thing. تو اس لیے اس کو بیٹھ کر amicably settle کیا جائے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر ساجد۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد: جناب چیئرمین! میری کوئی legal background نہیں ہے اور میری لاعلمی ہے therefore, I am very much confused. جناب چیئرمین! ہم سب کہتے ہیں کہ

Parliament is supreme. If Parliament is really supreme and the matter is under review in a Standing Committee, Mr. Chairman, can anybody Tom, Dick or Harry go to the court and make the matter sub judice and block the proceedings of the Standing Committee. Is it allowed under the

rules? This is a confusion which should be cleared. We should have a very clear cut policy decision Mr. Chairman, from your side and from the Leader of the House, whether the Standing Committee, we are not talking of the verdict or decision, can the Standing Committee not discuss a matter that has been brought to its notice. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thahim Sahib.

Senator Justice (Retd.) Abdul Razak A. Thahim: Tom, Dick and Harry can't go. We are Pakistanis. Everybody should have respect. Kindly expunge these remarks.

جناب چیئرمین: O.K. جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! ہمارے ملک میں بدقسمتی یہ ہے کہ جب بھی کوئی حکومت ۶ مہینے یا سال پورا کر لیتی ہے تو پھر اس طرح کے issues پیدا کر دیے جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ جب فوج کی حکومت ہوتی ہے تو وہ ۸، ۱۰ سال مزے سے گزار لیتے ہیں۔ جب بھی کوئی جمہوری حکومت آئی ہے تو سال کے اندر اندر اس طرح کے issues پیدا کر دیے جاتے ہیں جس میں ادارے لڑنے لگ جاتے ہیں اور جب ادارے لڑنے لگ جاتے ہیں تو پھر وہاں سے دوسرے آنے والوں کے لئے راستہ کھل جاتا ہے کہ بھئی آپ کا تو یہ حال ہے، آپ تو آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک آئینی ادارہ دوسرے آئینی ادارے کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ جب یہ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے تو آنے والوں کے لئے راستہ کھل جاتا ہے۔ سب نے بات کی اور بڑی جذباتی بات کرتے ہیں کہ جی پارلیمنٹ سپریم ہے۔ کس نے انکار کیا ہے کہ پارلیمنٹ سپریم نہیں ہے؟ کون کہتا ہے کہ سپریم نہیں ہے؟ کیا عدلیہ کہتی ہے کہ پارلیمنٹ سپریم نہیں ہے؟ جناب! ہم کیا کرتے ہیں؟ اسی میڈیا کے کچھ لوگوں نے، افتخار صاحب جب چیف جسٹس تھے تو اس کے خلاف پہلے allegations شروع کئے۔ Allegations جب آ گئے تو پھر اس کے بعد معاملہ اس طرح ہو گیا کہ وہ آپس میں لڑنے لگے اور لڑنے کا نقصان یہ ہوا کہ کل آپ کے پاس ۱۷، ۱۸ بلین ڈالرز

پڑے تھے آج ۶ بلین ڈالرز پڑے ہیں۔ یہ سارا کچھ اس کے تسلسل میں ہو رہا ہے۔ حکومت بدل گئی اور سب کچھ برباد کر دیا۔ ایک آدمی کے ساتھ اس طرح کر کے اور اس کے بعد جو نتائج آئے وہ پوری قوم بھگت رہی ہے۔

جناب! آج ہم کیا کر رہے ہیں؟ آج ہم نے پھر اس کے ساتھ معاملہ اٹھا لیا کہ جی یہ معاملہ ہوا۔ کسی نے آج تک غور کیا کہ اسی آئین میں پارلیمنٹ سپریم ہے۔ کیا آئین سپریم نہیں ہے۔ وہ کمیٹی جس نے یہ نوٹس لیا' مجھے بڑا ادب ہے اس کمیٹی کا' کیا اس کمیٹی کے پاس اور کوئی کام نہیں تھا؟ ایک معاملے کو لے کر جان بوجھ کر نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جان بوجھ کر نشانہ بنانے کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پھر ہم ایک بحران کا شکار ہیں۔ اس بحران کا نتیجہ یہ ہوگا کہ PPPP جائے گی' JUI جائے گی اور ANP جائے گی اور دوسرے جائیں گے۔ مگر کوئی یہ نہیں سوچ رہا ہے کہ ملک بھی جائے گا۔ کیا آپ کے سامنے بش کے الیکشن کی مثال نہیں ہے۔ کیا اس الیکشن میں معاملہ وہاں سپریم کورٹ میں نہیں گیا تھا۔ کیا اس سپریم کورٹ کے فیصلے کے اوپر کوئی بحث نہیں ہو سکتی تھی کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے؟ کیا اس ہارنے والے امیدوار نے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا؟ جناب چیئرمین! اس معاملے کا ایک اور angle ہے۔ کیا ہم نے بغیر انکوائری ایک ایسے شخص کو جو ایک ادارے کو head کر رہا تھا' اس کو پھانسی نہیں دے دی ہے؟ ہم نے اس کا بیڑا غرق نہیں کر دیا؟ کیا ہم نے اس کا منہ کالا نہیں کر دیا اور اس کا media trial نہیں کر دیا؟ آپ کیا چاہتے ہیں' اس ملک میں انڈیا اور امریکہ حملے کر رہا ہے۔ آپ کے ہاں روزانہ ایک نیا دھماکہ ہو رہا ہے۔ آپ کے پاس معاملہ صرف یہ ہے کہ جی اس کے ۲۰ نمبر بڑھ گئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ فرض کریں کہ میں نے اپنی زندگی میں ۱۰ جرائم کئے ہوں گے۔ میرا باپ تو ذمہ دار نہ ہوا۔ پہلے مجھے تو بلا لیجیے' میرے باپ کو کیوں بلواتے ہیں؟ آپ ہاتھ اگلے کے باپ کے گریبان پر ڈالتے ہیں۔ آپ فرض کر لیجیے۔ وسیم سجاد صاحب' رانجھا صاحب اور رضا ربانی صاحب بیٹھے ہیں' جو legal minded لوگ ہیں۔ پہلے یہ دیکھ لیجیے کہ آیا کمیٹی کا اختیار ہے۔ آرٹیکل ۶۶ کو دیکھ لیجیے اور آرٹیکل ۶۸ ٹھنڈے دل کے ساتھ examine کر لیجیے۔ جذبات میں مت examine کیجیے کہ جی پارلیمنٹ سپریم ہے اور میں پھنے خان ہوں۔ ٹھیک ہے ہم پھنے خان ہیں لیکن کسی حدود کے اندر پھنے خان ہیں۔ پہلے ان چیزوں کو examine کر لیجیے۔ نیشنل اسمبلی

کے رولز 2007 کو بھی دیکھ لیجیے۔ کیا اس میں ہمارا اختیار ہے۔ اگر میں آپ کے اختیار میں مداخلت نہ کروں، آپ ان کے اختیار میں مداخلت نہ کریں اور وہ ان کے اختیار میں مداخلت نہ کریں تو پھر معاملات سیدھے چلیں گے اور اگر ہم نے ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت کرنی ہے تو پھر آپ یہ یقین رکھیئے کہ اس کا beneficiary کوئی نہیں ہوگا۔ PPPP ادھر نہیں ہوگی، JUI اور ANP ادھر نہیں ہوگی۔ کوئی اور یہ چاہ رہا ہے کہ یہ لوگ ادھر نہ ہوں۔ اس کا انجام پھر یہ ہوگا کہ پھر کوئی اور ادھر ہوگا۔

جناب چیئرمین: آپ ختم کرلیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کامران صاحب! آپ مختصر کرلیں۔ آپ points مت دھرائیں۔ کامران صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ہمیں یہ پتا ہے کہ کون کون مارشل لاء کو support کرتا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں بات صرف عقل کی کر رہا ہوں کہ ان دو، چار چیزوں کو پڑھ لینے کے بعد اور رولز کو پڑھ لینے کے بعد ہمارا اختیار ہے تو یقیناً اس معاملے پر جائیں اور اگر میرا اور آپ کا اختیار نہیں ہے تو پھر اس معاملے میں مت جائیں اور اداروں کو مت لڑائیے۔ آگے سینیٹ الیکشن ہیں، سینیٹ الیکشن سے پہلے لوگ بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ اس مہم کا حصہ ہے جو کچھ کیا جارہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس پر بہت باتیں ہوگئی ہیں۔ آگے اور points of order رہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ Article refer کر دیں۔ یہ House میں کون سے Article کو پڑھوانا چاہتے ہیں۔ یا تو کامران صاحب resolution لے آئیں کہ یہ House surrender کردے to Judiciary. I think this is most unfortunate from one of our colleagues to suggest کہ ہم خاموش ہو جائیں۔ جناب! ہم issues کی بات کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس ملک میں highly immoral کام پر کوئی resign کرے گا یا نہیں

کرے گا۔ کیا ہم نے ساری زندگی اسی طرح کام کرنا ہے؟ ہم سب لڑے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ PPP نہیں لڑی ہے یا PML (N) نہیں لڑی ہے۔ ہم سب لڑے ہیں ۸ سال آرمی کے خلاف اور کئی دفعہ لڑے ہیں اس ملک میں، لیکن جناب! یہ attitude غلط ہے۔ I think he is sending a wrong signal to the outside world that there is a division in the House. خدا کے لئے اصول کی بات کریں if the Parliament is supreme. Leader of the House نے کہا کہ yes. ہم اس کو accept کرتے ہیں۔ اب کوئی کہہ دے کہ ہم لڑائی کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا لڑائی کی کوشش کر رہے ہیں۔ Is that not an issue? Is it not a factual issue? خدا کے لئے ہمیں اپنے ضمیر کی طرف بھی دیکھنا چاہیے۔ ہم کتنی دیر اس House میں رہیں گے۔ ایسے کام کریں کہ کم از کم یہ House چلتا رہے اور یہ پارلیمنٹ چلتی رہے۔ دوبارہ اس پر کوئی شب خون نہ مارے۔ میری یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے ہمیں ایمانداری کے ساتھ اس issue کو handle کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب کو پہلے سن لیتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ House کے اندر کوئی دو آراء نہیں ہیں اور ہم بالکل کوئی غلط message نہیں بھیج رہے ہیں۔ کامران صاحب کا اپنا ایک point of view ہے۔ انہوں نے اپنے point of view میں، اگر اس کو آپ تسلی سے دیکھیں تو کہیں پر یہ نہیں کہا کہ پارلیمان بالا دست نہیں ہے۔ انہوں نے جو بات کی ہے وہ انہوں نے trichotomy کی کی ہے کہ ہر ادارے کی اپنے آئین کے تحت ایک independence ہے اور یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے House کی ہی آراء ہیں کہ اداروں کے اندر تصادم جمہوریت کو مضبوط نہیں کرے گا بلکہ وہ جمہوریت کو کمزور کرے گا۔ لہذا شروع دن سے چاہے PML (N) ہو یا کوئی اور جماعت ہو، ہماری یہی کوشش رہی ہے کہ ملک کے اندر آئین کے تحت جو ادارے کام کر رہے ہیں ان کے درمیان تصادم نہ ہو۔ اس وقت پاکستان کے اندر ایک nascent democracy ہے۔ اس وقت ملک کے اندر اور باہر جو حالات ہیں ان میں اگر اس قسم کے تصادم نے جنم لیا تو پھر جمہوریت کے لئے نہایت مشکل وقت

سامنے آ سکتا ہے۔ لہذا یہ grand reconciliation کی بات جس میں PML (N) ہمارے ساتھ رہی ہے اس grand reconciliation کو between political forces, between institutions ہم لے کر ساتھ چل رہے ہیں۔ یہ یقیناً ہمارے لئے بھی ایک بہت بڑا فیصلہ تھا کیونکہ بہت سی ایسی قوتیں ہیں، بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کے ساتھ ہمارا فطری طور پر اور شروع سے تصادم رہا ہے لیکن ملک کے حالات کو، وفاق کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہم نے یہ national reconciliation کی بات کی ہے لیکن national reconciliation کے اندر بھی اداروں کے درمیان تصادم نہ چاہتے ہوئے بھی پورا ہاؤس اس بات پر اٹل ہے کہ پارلیمان بالادست ہے اور پارلیمان کی functioning میں کوئی بھی ادارہ یا کوئی بھی شخص interfere نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس spirit میں اس پوری گفتگو کو رکھنا چاہیے بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کامران صاحب---

we all are democrats, we should have the patience and the capacity to respect one another's point of view.

جناب چیئرمین: جی وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ایک خالصتاً قانونی اور آئینی مسئلے کو ایک بہت جذباتی انداز میں دیکھا جا رہا ہے اور جہاں تک پارلیمان کی بالادستی کا تعلق ہے تو اس پر آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر بھی اس پر کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ اس کی بالادستی نہیں ہے اور میرے خیال میں اگر اس کو تھوڑا سا زیادہ بہتر انداز میں پیش کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے آئین کے مطابق بالادستی جس کو ہم supreme بالادستی کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہے اور یہ انگلستان کے نظام سے مختلف ہے۔ انگلستان کے نظام میں sovereignty جس کو کہتے ہیں، اس میں supremacy کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ sovereignty کا لفظ استعمال ہوا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جی انگلستان کی Parliament sovereign ہے۔ Sovereign کا مطلب یہ ہے کہ اس کے راستے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور وہاں پر تو یہ بھی مثال دی جاتی ہے کہ انگلستان کی پارلیمنٹ کسی عورت کو آدمی اور آدمی کو عورت قرار دے سکتی ہے لیکن جب پاکستان کا آئین بن رہا تھا تو ہمارے سامنے یہ تھا کہ ہم ایک نظریاتی مملکت ہیں، ایک نظریاتی ریاست ہیں، ہم ایک ایمان کے جذبے کے تحت معرض وجود میں آئے تھے تو پاکستان کے اندر sovereignty کا concept

کیا ہے؟ اس وقت بہت سے علما اور پاکستان کی کچھ جید شخصیات تھیں، لیاقت علی خان زندہ تھے، ہمارے بہت سے اکابرین اس وقت حیات تھے اور بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ باقی تمام ممالک سے ہٹ کر پاکستان میں sovereignty belongs to Allah Al-Mighty alone. اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی وہ اختیارات نہیں رکھتا کہ کسی عورت کو مرد یا مرد کو عورت بنا دے۔ پاکستان میں حدود ہیں اللہ تعالیٰ کی اور کوئی ادارہ، نہ پارلیمنٹ نہ عدالت نہ Executive اللہ تعالیٰ کی حدود سے باہر ہوکر کام کر سکتی ہے۔ اگر کوئی حدود اللہ تعالی نے مقرر کی ہیں تو ان کو قرآن و سنت میں ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کیا حد مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا پاکستان میں جتنے بھی ادارے ہیں وہ اس حدود کے اندر کام کرتے ہیں اور یہ آپ Objective Resolution میں شروع میں دیکھیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ قانونی بحث ہے اس لیے اس کا صحیح پتا ہونا چاہیے کہ پاکستان کے اندر کیا position ہے۔ Objective Resolution جو کہ لیاقت علی خان صاحب نے اس وقت کی Constituent Assemblyمیں پیش کی تھی اس میں لکھا ہوا ہے کہ "whereas sovereignty over the entire universe belongs to Allah Al-Mighty alone." یعنی نہ صرف پاکستان میں بلکہ تمام کائنات میں حکومت اگر ہے، بالادستی اگر ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے جی کہ اللہ تعالیٰ نے اگر کوئی قیود رکھی ہوئی ہیں، کوئی حدود رکھی ہوئی ہیں تو پاکستان کا کوئی بھی ادارہ ان حدود کو نہیں پھلانگ سکتا۔ وہ حدود تمام sovereignty پر ایک قید ہے کہ اس سے باہر ہم نہیں نکل سکتے۔

دوسری چیز جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور اس case سے ہٹ کر۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس case پر بہت جذبات کی رو میں باتیں ہو رہی ہیں اس لیے اس case سے ہٹ کر میں جناب کی توجہ دلانا چاہوں گا، جو ہمارے ممبران حلف اٹھاتے ہیں جب وہ ممبر بنتے ہیں۔ جناب! دیکھیں کہ اس میں یہ لکھا ہوا ہے، کیا حلف ہے۔ کوئی ممبر سینیٹ کا یا قومی اسمبلی کا جب وہ ممبر بنتا ہے تو کیا حلف لیتا ہے اور یہ حلف اس سے مختلف ہے جو صدر لے گا یا وزیراعظم لے گا یا کوئی اور وزیر لے گا۔ حلف یہ لیتا ہے جی کہ:

"As member of the National Assembly or Senate I will perform my functions honestly to the best of my ability, faithfully, in accordance with the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and the Law and the

Rules of the Assembly or Senate and always in the interest of the sovereignty, integrity, solidarity and well being of Pakistan."

اس کا مطلب یہ ہے جناب! کہ جس وقت ہم حلف اٹھاتے ہیں تو اس میں ہم یہ حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم آئین کے مطابق اور اسمبلی کے قوانین کے مطابق یعنی کہ ہماری ایک self regulation ہے' یہ حدود ہم نے اپنے اوپر قائم کی ہیں' ہم قسم اٹھاتے ہیں' حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم اسمبلی کے یا سینیٹ کے rules کے مطابق اپنا کام کریں گے۔ یہ ہم اپنے اوپر ایک پابندی عائد کرتے ہیں اور یہ حلف آپ دیکھیں کہ اس میں rules and Constitution میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ یہ لکھا گیا ہے کہ جی ہم آئین کے بھی پابند ہوں گے اور اپنے rules کے بھی پابند ہوں گے۔ حالانکہ rules ہم خود بناتے ہیں اور rules کے custodian جناب آپ ہیں۔ اس میں تنازعے کی کوئی بات نہیں ہے۔ Sovereignty کا ایک مظہر یہ بھی ہونا چاہیے کہ ہر ایک شخص کو یہ حق ہو کہ وہ جو بھی رائے دینا چاہے وہ دے اور الزام تراشی نہیں ہونی چاہیے۔ ہر ایک کو حق ہے۔ اگر مرتضیٰ صاحب کوئی بات کرتے ہیں یا ڈاکٹر صاحب کوئی بات کرتے ہیں' یہ کوئی بات کرتے ہیں تو ہمیں اختلاف ضرور ہو سکتا ہے لیکن اسے حق ہے اور ہمیں آخری حد تک اس حد کا تحفظ کرنا چاہیے کیونکہ اسی میں sovereignty کا concept ہے اور اسی میں supremacy کا concept ہے۔ اگر ہمیں رائے دینے کا حق نہ ہو تو یہ ساری بالادستی والی بات کہ جی ہم بالادست ہیں وہ بے معنی ہو جاتی ہے اگر یہاں پر رائے دینے کے حق کو کسی طریقے سے بھی curtail کیا جائے۔

میں اس پر آ رہا تھا جناب والا! کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ہم اسمبلی کے rules کے پابند ہیں یعنی حلف اٹھاتے ہیں اور حلف میں ہم آئین اور rules کو ایک ہی سطح پر رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے جی کہ جو بھی آپ کے rules میں لکھا ہوا ہے اس کی پابندی ہونی چاہیے اور اگر اس میں کوئی ابہام آتا ہے' میں اس لیے یہ بات کر رہا ہوں کہ یہاں ابہام آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں جی کہ Chairman Standing Committee نے یہ کہہ دیا' فلاں نے یہ کہہ دیا' اگر rules میں کوئی ابہام آ رہا ہے تو اس کا بھی علاج ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ معاملہ چیئرمین سینیٹ کو یا سپیکر نیشنل اسمبلی کو refer ہو جاتا ہے اور وہ پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ جی اگر

rules کی interpretation میں کوئی ابہام ہے' کوئی اس میں دو رائے ہیں اور چیئرمین اس پر رائے لینا چاہتا ہے تو اس کا علاج موجود ہے۔

میری جناب سے گزارش یہ ہوگی اور تمام ممبران سے گزارش ہوگی کہ ہمیں جذبات میں نہیں بہنا چاہیے۔ پاکستان میں کم از کم ایک ادارہ ایسا ہونا چاہیے جس میں جذبات کو ترجیح دینا ختم کر دیا جائے اور ہمیں بالکل کلی طور پر پاکستان کے مفاد میں' پاکستان کی ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے' اداروں کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے اور اس میں جہاں تنازعہ آتا ہے تو اس کا حل بھی موجود ہے۔ اگر rules کے بارے میں کوئی ابہام ہے تو پھر وہ refer ہوسکتا ہے اور جب ہم refer کرتے ہیں چیئرمین سینیٹ کو یا سپیکر نیشنل اسمبلی کو تو وہ rules کا بھی custodian ہوتا ہے اور ہاؤس کا بھی custodian ہوتا ہے اور اس سے ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنے self کے مطابق' ضمیر کے مطابق' قانون اور قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرے گا۔ لہٰذا ان تمام چیزوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں اختلاف پیدا کرنا' کچھ tension پیدا کرنا' اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے' ہمارے قواعد میں' ہمارے طریقہ کار میں حل بھی موجود ہے اور اس کا طریقہ کار بھی موجود ہے اور ہم اس کے آئین اور قانون کے مطابق پابند ہیں۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: جی رزینہ عالم خان صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: بہت شکریہ۔ میں ڈاکٹر مالک صاحب کی بہت عزت کرتی ہوں انہوں نے فرمایا کہ میرا جو رویہ ہے وہ معذرت خواہانہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے انہیں اور اس ہاؤس کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جس وقت میں نے چیئرپرسن سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم کا چارج لیا تو سب سے بڑا issue text book کا تھا۔ اس کے لیے جب میں نے سب کمیٹی بنائی اور اس کو suo motu action کے تحت address کیا تو جو میری معزز سینیٹر convenor تھیں' میں ان کا نام نہیں لوں گی' انہوں نے مجھے کہا کہ بی بی آپ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال رہی ہیں۔ اس وقت میں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور اس کو address کیا اور جن کی غلطی تھی ان کو کیفرکردار تک پہنچایا۔ ابھی بھی میں نے اس issue کو بند نہیں کیا ہے صرف انکوائری کا

انتظار ہے کیونکہ بنیادی انکوائری وزیر صاحب---- کیونکہ وہ ان کا ادارہ ہے تو وہ انکوائری کر کے جس وقت ہماری کمیٹی کو دیں گے، ہم اس پر کام کریں گے کیونکہ اس میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بچے جو امتحان دیتے ہیں، ان کا بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن پر اعتماد ختم ہو گیا ہے ان کے مجھے فون، E-mail اور خط آ رہے ہیں کہ ہم اتنی محنت سے امتحان دیتے ہیں۔ ایف اے اور ایف ایس سی کا امتحان ان کے کیریئر کے لیے بہت crucial ہوتا ہے۔ ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ ہماری marking صحیح ہو رہی ہے۔ ہماری کمیٹی انشاء اللہ اس کو لے گی۔ اس کو address کرے گی۔ میرے کمیٹی کے ممبران جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو پتا ہے کہ میں نے کبھی معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ میں issues پر کام کرتی ہوں لیکن rules and regulation کے دائرہ کار کے اندر رہ کر۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اب اس معاملے کو ختم کر لیں۔ کلثوم صاحبہ! آپ اس معاملے پر بولنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل : جناب چیئرمین! انہوں نے کہا ہے کہ جن مسائل پر پارلیمنٹ میں rules نہ ہوں تو سینیٹ کے چیئرمین یا قومی اسمبلی کے سپیکر اس پر ruling دیں گے۔ میں آپ سے یہ ruling مانگتا ہوں کہ کیا کوئی جج پارلیمنٹ یا پارلیمنٹ کی کمیٹیوں میں مداخلت کر سکتا ہے، اس کی کارروائی کو روک سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی مالک صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد : جناب والا! جب چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی آپ کو refer کرے گا تو آپ کریں گے۔ قواعد ایسے ہی کہتے ہیں، یہ نہیں کہ ایسے ہی اٹھ کر کہہ دیا جائے۔ یہ serious مسائل ہوتے ہیں ایسے ہی نہیں کہ جو مرضی اٹھ کر بات کر دے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین! میں نے پہلے ہاؤس سے کہا تھا کہ I will ask the Education Minister, the Education Minister was in the House. He had to go back to the National Assembly انہوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی کمیٹی کو رپورٹ دینے سے انکار نہیں کیا ہے لیکن ان کے سامنے جو limitations ہیں وہ

وہی ہیں جو پہلے میں نے آپ کے سامنے عرض کی کہ record اس وقت sealed ہے with the Islamabad High Court وہ کہہ رہے ہیں جیسے ہی' اس سے پہلے انہوں نے شاید ایک working paper standing committee کو دیا ہے اس میں کچھ concealed نہیں کیا لیکن جیسے ہی انہیں ریکارڈ ملتا ہے تو he is saying وہ تمام کا تمام کمیٹی کو دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! یہ تو آئینی اور قانونی مسئلہ ہے' ظاہر ہے اتنے آئینی اور قانونی مسائل پر بات کرنا ہمارے لیے آسان نہیں ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ایک بنیادی سیاسی اصول ہے اور وہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ بالادست ہے اور یہی چیز آئین میں بھی ہے۔ جو الفاظ آئین کے preamble میں استعمال ہوئے ہیں وہ میں quote کرتا ہوں۔ Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust; آگے جناب! and whereas it is the will of the people of Pakistan to establish an order and where in the State shall exercise its powers and authority جناب والا! آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی بولیں۔

Senator Abdul Rahim Khan Mandokhel : Where in the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people.

یہ ہے جناب والا۔ یعنی جو بھی اتھارٹی ہے اور جو ان کی limits یہاں پر prescribed ہیں وہ representatives of the people exercise کریں گے۔ یہ اصل چیز ہے اور اس حوالے سے باقی پیچیدگیوں میں' میں نہیں جانا چاہوں گا لیکن پارلیمنٹ کی کمیٹی نے ایک مسئلے کا cognizance لیا۔ اس cognizance کو کسی ادارے نے سپریم کورٹ نے یا ہائی کورٹ نے

stay order دیا' یہ challenge کرنا ہے اور مسئلہ یہاں سے پیدا ہوا ہے اور یہاں یہ بدنیتی کا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کی بچی کے نمبر بڑھائے گئے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسئلے کا cognizance لیا اور اس cognizance پر ایک کورٹ نے stay order دیا جیسے کہ میاں صاحب فرما رہے ہیں کہ record seal ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں پارلیمنٹ supreme ہے' اس کو generally and concrete case میں challenge نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کی بات اس حوالے سے--- یہاں پر powers کا مسئلہ نہیں ہے کہ کون کیا خان ہے کون کیا خان نہیں ہے۔ یہ واضح بات ہے کہ ہم نے جمہوریت کے لیے struggle کی ہے۔ آئین میں جو کچھ لکھا گیا ہے اور اس میں کئی بار تبدیلیاں آئی ہیں' مارشل لاء لگے ہیں' ایک مکمل process میں جمھوری لوگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ اپنا خون بہایا ہے۔ ہزاروں لوگوں نے جیل کاٹی ہے۔ یہ سادہ مسئلہ نہیں ہے کہ کوئی فلاں خان ہے' کوئی فلاں خان ہے۔جناب والا! پارلیمنٹ ان معنوں میں بالادست ہے۔ اس کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔

جناب چیئرمین: کلثوم صاحبہ! آپ اس بات پر بولنا چاہتی ہوں۔

سینیٹر کلثوم پروین : جناب والا! سب سے پہلے تو میں آپ کو حج کی سعادت پر مبارک باد دوں گی اور جتنے ساتھی حج سے واپس آئے ہیں ان کو بھی' اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارا ملک ان دعاؤں کے صدقے میں ہی چلنے لگے۔ جناب والا! بات آئینی اور قانونی ہو رہی ہے' میں یہ سمجھ رہی ہوں کہ فی الحال جو فرح ڈوگر کے نمبروں کا مسئلہ ہے یہ دو سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس ہے۔ وہاں باقاعدہ اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی رپورٹ آنے دی جائے۔ سپیکر کے پاس اور چیئرمین سینیٹ کے پاس وہ رپورٹس آجائیں۔ آپ اس رپورٹ کو قانونی طریقے سے دیکھیں جب یہ ثابت ہو جائے کہ واقعی کہیں غلط بیانی یا غلط طریقے سے کام کیا گیا ہے تو پھر آئینی اور قانونی طریقہ ضرور استعمال کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ فرح ڈوگر کے بیس نمبروں سے زیادہ اور مسائل ملک کو درپیش ہیں۔ جناب والا! میں تو مسئلہ لے کر آئی تھی کہ انڈیا میری سرحدوں پر بیٹھا دانت تیز کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: مختصر وقت لیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: میں صرف پانچ منٹ بولوں گی۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ نہیں پوائنٹ آف آرڈر پر زیادہ سے زیادہ دو منٹ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جی، جی۔ جناب والا! اس وقت زیارت چلے جائیں، ہم نے کہا کہ ہم نے بڑی امداد کی ہے 8- درجہ حرارت پر لوگ جھگیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے بچے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ یہ بعد میں پوائنٹ آف آرڈر لیں گے۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ کیا فرح ڈوگر سے زیادہ مسائل ملک میں نہیں ہیں؟ ان مسائل کو زیر بحث لایا جائے، جن کے لیے ہم بیٹھے ہیں، ہم فرح ڈوگر کے کچھ نہیں لگتے کہ ہم اس کے نمبروں کو زیر بحث لائیں۔ وزارت تعلیم جانے، لوگ جانیں، عدالتیں جانیں، ہمیں اپنے ملک کی حفاظت، اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت چاہیے۔ میرے صوبے میں بچے سردی سے مر رہے ہیں ان بچوں کو کپڑے چاہئیں، جوتے چاہئیں، مکان چاہیے ان پر بحث کی جائے، اس فضول بحث کو یہیں پر stop کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب والا! یہ بات بڑی اہم ہے اور میرے نزدیک پارلیمنٹ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس پر ایک منٹ میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا۔ ہم سب یہاں پر parliamentarian ہیں اور ہم سب کو یہ ادارہ بہت عزیز ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ مضبوط ہو لیکن میں رضا بھائی سے اجازت لے کر یہ کہوں گا کہ جب ہم public کو بتاتے ہیں تو کم از کم ان کو صحیح تاثر دیں اور legal پہلو صحیح بیان کریں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ Parliament is supreme تو میں سمجھتا ہوں کہ legally یہ فقرہ درست نہیں ہے، بالادستی اور چیز ہے۔ جہاں بھی قانون، آئین لکھا ہوا ہے وہاں بھی supremacy صرف آئین کی ہوتی ہے۔ لیکن جب ہم زور بیان میں آ جاتے ہیں تو پھر کہتے ہیں Parliament is supreme اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ میں نہیں کہہ رہا کہ عدالتیں فیصلے درست کرتی ہیں، غلط بھی کرتی ہیں۔ پارلیمنٹ کو اختیار

ہے عدالت کے فیصلوں کو درست کرنے کا بذریعہ قانون سازی۔ جب بھی کسی عدالت نے غلط فیصلہ کیا ہے اور آپ نے اگر اس کو undo کرنا چاہا ہے تو آپ کے پاس قانون سازی کا اختیار ہے۔ Why do not you pass an ordinance and say we are doing it. حکومت ہے' President ہے' President کی ایک پارٹی ہے اگر وہ سمجھتی ہے کہ یہ غلط ہو رہا ہے تو this can be undone by law only اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز قابل ذکر ہے۔ Supremacy پارلیمان کی نہیں' آئین کی ہے اسی طرح سپریم کورٹ کی اپنی بالادستی ہے۔ they can't say, 'we are supreme'. ان کی بالا دستی اپنی جگہ پر ہے لیکن supremacy آئین کی ہے اور آئین کیسے supreme ہے' اس کا فیصلہ آپ کر سکتے ہیں بذریعہ قانون سازی' بذریعہ آئین سازی۔ عدلیہ کر سکتی ہے اپنے فیصلوں کے ذریعے۔ مسئلہ sub judice ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم پر یہ ایک قدغن آ گئی ہے۔ کیا ہم discuss کرسکتے ہیں؟ اگر ایک عدالت غلط فیصلہ کرتی ہے' درست بھی ہو سکتا ہے۔ ہم bench کے اوپر full bench بناتے ہیں' وہاں بھی درست فیصلہ نہیں ہوتا۔ پھر آپ کو قانون سازی کا اختیار ہے۔ Make a law and undo this judgement.

میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ اس سے ہماری خواری ہو رہی ہے'پارلیمان کی بھی اور عدلیہ کی بھی۔اگر اس سے اجتناب کیا جائے تو بہت اچھا ہو گا۔ Thank you, sir.

جناب چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ! آپ بھی اسی issue پر بات کرنا چاہتی ہیں؟ دوسرے نام ہیں ان سے میں پہلے کرلوں۔ اس کے بعد آپ کر لینا۔

سینیٹر گلشن سعید: میں اسی پر بات کروں گی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب چیئرمین: پھر مختصر رکھئے گا۔

سینیٹر گلشن سعید: آپ کو مبارک ہو حج کی۔

جناب چیئرمین: خیر مبارک' شکریہ۔

سینیٹر گلشن سعید: آپ ذرا smiling face سے بیٹھا کریں' ڈر ہی لگتا ہے آپ کی طرف دیکھ کر کہ شاید آپ ناراض بیٹھے ہوئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ میں مختصر سی یہ بات کرنا

چاہتی ہوں کہ پچھلے دو تین ماہ سے میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ ہمارے پاس کوئی issue نہیں رہ گیا۔ یہ چھوٹے چھوٹے issues ہیں کہ ایک department نے غلط کام کیا ہے' یہ Education والوں کو بھگتنے دیا جائے۔ ہم لوگ آپس میں یہاں پر لڑنا شروع کر دیتے ہیں اور ایک Supreme Court کے چیف جسٹس کے بارے میں باتیں کہ اس کو پیش کرو۔ یہ کون اپنی انا کا سوال بنا کے اس طرح کرنا چاہتا ہے۔ پہلے والے چیف جسٹس بھی عزت مآب تھے' یہ بھی عزت مآب ہیں مگر ہم خود ان میں confusion پیدا کر رہے ہیں' پوری parliament میں۔ میرا خیال ہے کہ اس معاملے کو departmental غلطی کے طور پر لیا جائے کہ انہوں نے دھوکہ کیا یا فراڈ کیا دوسرے بچوں کے ساتھ تو ان کو سزا ملنی چاہیے۔ یہ کہنا کہ لڑکی کا والد آکے پیش ہو' وہ وہاں پر آئے' یہ ساری غلط باتیں ہیں جناب والا! اس طرح ہم چھوٹے چھوٹے issues کو اگر دو دو' چار چار دن یہاں پر discuss کرنے لگ گئے تو اس طرح تو پھر ختم ہوگیا ناں کام۔ اصل مسئلہ اس وقت ملک کی security کا ہے۔ ہم اس پر بات کریں اور جو message یہاں سے جائے بالکل صحیح جائے کہ پاکستان کے لوگ سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہیں۔ جو آنا چاہتا ہے' ہم سے بات کرنا چاہتا ہے صحیح طریقے سے کرے۔ ہم ہمسایوں سے دوستی رکھنا چاہتے ہیں مگر غیرت کے ساتھ۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: پہلے میں اس پر اپنا ذرا comment دے دوں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب! دو منٹ کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ-----

جناب چیئرمین: مختصر رکھئے ذرا۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب اس کو discuss نہ کیا جائے۔ یہ معاملہ Education Department کا ہے let them deal with it. ہم آپس میں لڑائی شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارا اصل مسئلہ اس وقت ملکی security کا ہے' اس کی ترقی کا ہے' اس کے finance کا ہے' لوگوں کی غربت کا ہے۔ دس ہزار مسائل ہیں۔ جناب والا! ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر وقت ضائع کرتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں کتنے دنوں سے بحث چل رہی ہے' یہاں بھی شروع ہوگئی ہے۔ ہر

کوئی بولنا چاہتا ہے۔ کیا بولنا چاہتے ہیں؟ آپ نے ایک چیف جسٹس لگایا' پہلے اس کو خراب کیا اب دوسرے کو بھی خراب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں جو اس طرح اعلیٰ اداروں کے لوگوں کو ہم سے لڑانا چاہتے ہیں' کیوں؟ یہ ذاتی مفادات کی باتیں ہیں۔ بچی کے اگر کسی نے نمبر بڑھائے ہیں تو اس کو پکڑنا چاہیے۔ اس میں والد کا کیا قصور ہے کہ اس کو discuss کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ جناب والا! آپ اس پر اپنی ruling دیں کہ کوئی اس پر یہاں بالکل بات نہیں کرے گا۔ ہم ملکی security پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ انڈیا کے ساتھ اچھے relations قائم کرنا چاہتے ہیں عزت کے ساتھ اگر وہ ایسا چاہتا ہو تو' اس کو آگے بڑھائیں۔ ہمارے ان کے ساتھ جو مسائل پچھلے ساٹھ سال سے پڑے ہوئے ہیں جیسے پانی کا مسئلہ ہے' سرکریک کا مسئلہ ہے' سیاچین کا ہے۔ ان پر ہم بات کریں۔ تجارت اگر وہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے کریں۔ اگر وہ دوستی کرنا چاہتے ہیں' ہم اس پر discuss کریں اور یہاں سے ایک بیان جائے۔ جناب والا! اس کو start کروائیں بجائے یہ باتیں کہ جی فلاں نے یہ کہہ دیا' فلاں نے یہ کہہ دیا۔ ہم اس کو discuss نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہم عزت مآب چیف جسٹس کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ میں اس پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

سینیٹر گلشن سعید: میں عرض کرتی ہوں کہ جناب والا! we should grow up now. کہ ہم لوگوں نے حلف اٹھایا ہے۔ بالکل وسیم سجاد صاحب نے صحیح یاد دلایا ہے۔ ہمیں اپنے بولنے کے حق پر عقل مندی سے بات کرنی چاہیے۔ اس وقت ہمارے ملک کو ہماری شدید ضرورت ہے اور ساری دنیا میں ہم laughing stock بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے' اس پر بہت بحث ہو گئی۔ اس معاملے کو ختم کریں۔ اب ذرا آگے چلتے ہیں کیونکہ ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جو بولنا چاہتے ہیں وہ یہاں آ کے نام دے دیں۔ یہاں کسی کا نام miss نہیں ہو سکتا۔ ابھی points of order بھی رہتے ہیں۔ اس معاملے کو ختم کریں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: چیئرمین صاحب، آپ extreme left پر بھی ذرا دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: میں ہر جگہ دیکھتا ہوں، فکر نہ کریں۔ میرا خیال ہے اس کو یہاں پر ختم کرکے آگے چلتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ، پہلے میں اپنے تمام حاجیوں کو مبارک باد دیتی ہوں اور آپ کو بھی اور اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی دے، سلامت رکھے اور پروردگار ہمارے پاکستان پر رحم کرے ۔ اس وقت ہمارے ملک میں یہ کیا ہو رہا ہے جناب چیئرمین صاحب؟ میں اپنی بہنوں کی تائید کرتی ہوں کہ ایک بچی کو لے کر آپ لوگ پورے پاکستان--- کوئی برا نہ مانے اس پر۔ دیکھیں جب آپ لوگ بولتے ہیں تو میں خاموش رہتی ہوں۔ اب اگر میں بولتی ہوں تو یہ میرے دل کی آواز ہے، کوئی نہیں بولے گا، نہیں تو میں بھی آپ کے بولنے کے دوران بولوں گی۔

جناب چیئرمین صاحب! ایک بیٹی کا مسئلہ ہے۔ کیا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے اس مسئلے کو آپ Education کو دے دیں وہ اپنا فیصلہ خود کریں۔ اس وقت پاکستان کے بارے میں جو انڈیا منہ کھول کر الزام لگا رہا ہے اور آپ پر حملہ کر رہا ہے، اس پر تو آپ سوچتے نہیں ہیں کہ پاکستان کو بچانے کے لیے کچھ کیا جائے۔ ہم اس چھوٹے سے مسئلے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! یہی تو ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم پاکستانی اپنے ہی لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، مرنے کے لیے، قتل کرنے کے لیے، ایک دوسرے کو اجاڑنے کے لیے۔ ظاہر ہے دوسرا ملک ہم پر ضرور حملہ کرے گا کہ یہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! آپس کی لڑائی ختم کریں، یہ سینیٹ ہے، یہ ایوان بالا ہے۔ وہ بھی ہماری بچیاں ہیں اور دوسری بھی ہماری بچیاں ہیں۔ خدا کے لیے یہ topic بند کیا جائے۔ اپنے ملک کے لیے آپ سوچیں۔ اس وقت جو آپ کے ملک کے لیے خطرہ ہے، آپ دیکھیں کہ انڈیا نے، اگر وہاں ممبئی میں ان کے اپنے لوگوں نے حملہ کیا ہے تو وہ پاکستان پر ڈال رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں

سوچیں۔ خدا کے لیے پورا time ضائع ہو رہا ہے۔ Please میں آپ سے request کرتی ہوں کہ یہ court کا مسئلہ ہے، education کا مسئلہ ہے، یہ education جانے۔ ایک چیف جسٹس کو آپ لوگوں نے اتنا بدنام کر دیا۔ اب خدا کے لیے کم سے کم، جس طرح کامران نے کہا، اس نے صحیح کہا، ٹھیک ہے یہ ایوان بالا ہے مگر وہ چیف جسٹس بھی پاکستان کا چیف جسٹس ہے، کوئی انڈیا سے نہیں آئے ہیں جن کو ہم نے سرعام بدنام کر دیا ہے۔ چھوڑیں آپ؛ ایجوکیشن تک رکھیں؛ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت آپ پاکستان کے لیے سوچیں، پاکستانی عوام کے لیے سوچیں۔ خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ ہم رات کو چیف جسٹس کے غم میں سوئے ہوئے ہوں صبح انڈیا نے آپ پر حملہ کیا ہوا ہو۔ اللہ کا واسطہ ہے آپ پاکستان کو بچائیں کیونکہ پاکستانی عوام اس بارے میں بہت پریشان ہیں۔ اللہ کی قسم، رات کو سوتے نہیں ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ میاں ہماری حفاظت کرے۔ ہم پاکستانی ہیں اگر پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ خدانخواستہ اگر پاکستان کو ذرا بھی کچھ ہوا تو آپ پھر چیف جسٹس کو ڈھونڈتے رہیں گے چھوڑیں اس کو؛ وہ ایک معزز ادارہ ہے ----

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں تو میں پھر اس کو ختم کروں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! میں آپ سے کہتی ہوں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے کپڑے اور گریبان نہ کھینچیں کیونکہ سپریم کورٹ ہو یا ہائی کورٹ ہو وہ بھی ہمارا ادارہ ہے۔ ان کی عزت ہماری عزت ہے۔ اتنا نہیں اچھالنا چاہیے۔ ٹھیک ہے آپ ایجوکیشن ادارے کو کرنے دیں۔ آپ پاکستان کے بارے میں سوچیں۔ آپ کا جتنا بھی session ہوگا ایک دوسرے کے گریبان کھینچنے کی بجائے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ انڈیا کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے اور منہ توڑ جواب دینا چاہیے اس کم بخت کو، جو پاکستان کی طرف بری نظر ڈالے۔ اتنا چھوٹا سا بندہ ہے۔ ان کا اتنا چھوٹا سا پرائم منسٹر یا صدر ہے -----

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں تو میں اس معاملے کو ختم کرتا ہوں۔ جاوید شاہ صاحب۔ شاہ صاحب! مختصر رکھیں time بالکل ختم ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : Point of order پر discussion ہوگی تو اس وقت بول لیجئے گا۔ جی مسٹر جاوید علی شاہ صاحب ۔ تشریف رکھیئے۔ جاوید علی شاہ صاحب کو سنیئے۔ پھر میں اس معاملے کو ختم کروں۔ شاہ صاحب مختصر رکھیئے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ : جناب چیئرمین! میں توقع رکھوں گا کہ جتنا وقت آپ خواتین کو دیتے ہیں اتنا ہمیں بھی موقع دیں گے۔

جناب چیئرمین : اگر آپ ایسی بات کریں گے تو اسی حساب سے موقع ہو گا۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ : جناب چیئرمین! اس issue پر بات ہو رہی ہے۔ بڑی عجیب عجیب آراء سامنے آ رہی ہیں اور ہم نے بھی بڑا لمبا سیاسی سفر کیا ہے اور اسی corridor میں بیس پچیس سالوں سے پھرتے رہے ہیں۔ بڑی عجیب سی باتیں ہو رہی ہیں کہ یہ issue بڑا ہے یا چھوٹا ہے ہمیں اس پر کیا کرنا چاہیے کیا نہیں کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آنے والا ہر شخص اس بات کا حق رکھتا ہے اور اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ اس کو کیا کرنا چاہیے اور کیا کہنا چاہیے اس کو کسی سے dictation لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک colleague کی حیثیت سے ہم اپنی رائے ضرور دے سکتے ہیں، سن بھی سکتے ہیں مگر کسی پر اپنی رائے مسلط نہیں کر سکتے۔ کبھی یہ آواز ہوتی کہ اس مسئلے کو اس لیے نہ اٹھایا جائے کہ ایک جج کے ساتھ یہ کچھ ہوتا رہا اور دوسرے کے ساتھ بھی یہ کچھ ہوتا رہا۔

جناب! میں کہتا ہوں کہ ایک ادارے کو دوسرے ادارے کے ساتھ جنگ کا نام دیا ہی کیوں جاتا ہے۔ اگر یہ ایک act ہے غلط یا صحیح جس کو کمیٹی میں point out کیا گیا اس کو اداروں سے ہٹ کر کیوں نہیں discuss کیا جا سکتا۔ اس پر چیف جسٹس چاہے پاکستان کے کتنے بھی معتبر نام کیوں نہ ہوں، کیا اس کی بیٹی کو بھی وہ تمام حقوق اسی وقت مل جاتے ہیں جب اس کا باپ چیف جسٹس بنتا ہے۔ نہیں .Sir آج اگر ہم ایسی چیزوں کو دبا دیں گے اور کسی forum پر بھی ہم اس کو discuss نہیں کر سکیں گے یا نہیں کرنا چاہیں گے تو پھر ہمارا خدا حافظ ہے۔ حضور، کسی بھی سوسائٹی میں State دو چیزوں پر focus کرتی ہے، میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں، انصاف اور روزگار کا مہیا کرنا۔ جس سوسائٹی میں انصاف نہیں ہوا کرتا وہ

اپنی موت آپ مر جاتی ہے - ہندوستان کو اسے ختم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی - ہندوستان ہمیں نہیں نگل سکتا۔ ہم دنیا کے نقشے پر اس لیے نہیں آئے کہ ہمیں ہندوستان نگل جائے۔ اگر ہم اپنے آپ کو atomic power کہتے ہیں تو پھر ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں گے۔ اگر ہم نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں تو اس بات کو اس نگاہ سے دیکھا جائے کہ یہ کسی چیف جسٹس کی بیٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر کسی department میں کسی شخص نے favour دی ہے تو وہ آ کر بتائے کہ کیا اس میں چیف جسٹس کا ہاتھ تھا یا ان کی بیٹی کا نام سنتے ہی ان کی خوشنودی کے لیے ہر کسی کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور انہوں نے اتنی بڑی favour دے دی ۔میں بھی اس ایجوکیشن کمیٹی کا ممبر ہوں بہت کچھ جانتا ہوں ۔جہاں بات ختم ہو گی آپ مجھے اس وقت call کریں' اس سے آگے میں اپنی بات شروع کروں گا اور پھر آپ کو بتاؤں گا کہ یہ case کس طرح ہوا اس کے پیچھے مقاصد کیا تھے ۔ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگ کیوں یہ کرنے پر مجبور ہوئے' بہت سی لمبی باتیں ہیں۔ اس میں بہت سے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔خدا کے لیے یہاں بیٹھے ہوئے یہ کالا کوٹ پہننے والے جو لوگ ہیں جناب ! کیا ان لوگوں کے ہاتھ میں انصاف ہے۔باقی لوگ انصاف کی بات نہیں کر سکتے۔میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ:

کون عاشق کسی کی ذات کا ہے
سارا جھگڑا معاشیات کا ہے

خدا حافظ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: میں اپنے ساتھیوں کا مشکور ہوں کہ مختلف آراء سے انہوں نے میری راہنمائی کی ہے' ہاؤس کی راہنمائی کی ہے' قوم کی راہنمائی کی ہے ۔بات یہ ہے کہ جیسے وسیم سجاد صاحب نے کہا کہ House کی sovereignty ہمارے آئین میں بھی ہے۔ State کے مختلف ادارے ہیں ان کو آپ organs کہہ لیں۔ ان سب کو ایک defined constitution parameter میں' guidelines میں اور حدود میں کام کرنا ہے۔ایک دوسرے

کو support کرنا ہے۔ قانونی طور پر یا آئینی طور پر check and balances ہیں ان کو adhere کرنا ہے کہ کہیں ایک ادارہ دوسرے میں مداخلت بالکل نہ کرے۔ کئی دفعہ ایسی situation ہوتی ہے کہ جو کام ایک کا ہوتا ہے اور اگر وہاں کوئی پیچیدگی آجائے یا کوئی خلل آجائے تو پھر وہ مجھے یا سپیکر صاحبہ کو refer کرتے ہیں یا ان کے پاس اور دوسرے بھی options ہیں اس کے حساب سے دوسرے کو کم involve ہونا پڑتا ہے۔بات یہ ہے کہ Constitution ہمیں guide کرتا ہے to function properly. ہر ادارے کا اس میں ایک defined role ہے۔ جہاں clarity نہ ہو، کئی ایسے معاملات میں منفرد نوعیت کی situation آجاتی ہے۔ specific situation آجاتی ہے جہاں پر پھر اس پر کبھی اختلاف ہو جاتا ہے یا کبھی وضاحت چاہتے ہیں۔تو یہ آئین بالا دست ہے اسی کے تحت ہر ادارے کو کام کرنا ہے۔ کیونکہ Parliament law making body ہے اس لیے laws and rules یہ lay کرتے ہیں اس لئے ان کا priority role آجاتا ہے۔ آپ اسے supremacy کہیں یا جو کہیں۔ پھر جیسے وسیم سجاد صاحب اور راجہ صاحب نے کہا دونوں ہمارے ماہر قانون دان ہیں کہ ہر چیز کو صحیح کرنے کا ایک طریقہ ہے ۔اس لیے جذباتی نہیں بلکہ تحمل سے بات کرنی ہے، ہر ادارے کو آئین کے تحت کام کرنا ہے ۔پارلیمنٹ کا اپنا priority role ہے اس کو آپ supreme کہہ دیں یا کچھ کہہ دیں کیونکہ گورنمنٹ کے rules وہ lay کرتے ہیں جب rules یہ ہو جائیں تو پھر خود پارلیمنٹ بھی ان کی violation نہیں کرتی سوائے اس کے کہ جو طریقہ define کیا گیا ہے اس کے مطابق وہ اسے تبدیل کرے یا اس کو صحیح آئینی طریقے سے achieve کرے۔ اسکے تحت ہم نے چلنا ہے اور جذباتی ہو کر نہیں اور اگر کسی کو تفصیل چاہیے تو مجھے آپ refer کریں گے میں اس وقت آپ کو بتاؤں گا۔ شکریہ ۔میرا خیال ہے کہ ابھی اذان ہو گئی ہے تو points of order کو Monday کو لے لیں گے۔ٹھیک ہے ۔ Monday کو لے لیں گے۔ جی خالد صاحب۔

Use of Government Machinery in By-election on NA-210

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب والا! یہاں جو کچھ باتیں ہوئی ہیں۔میں تمام

اراکین کی توجہ بھی چاہتا ہوں کہ یہ چھوٹے چھوٹے مسائل جو بڑے بن جاتے ہیں پھر ناسور پیدا ہوتا ہے۔جمہوریت ہونی چاہیے ۔سب نے جمہوریت کے لیے قربانیاں دی ہیں لیکن ابھی حال ہی میں ایک الیکشن ہوا ہے NA, 210 کشمور پر ۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے دو تین مرتبہ زرداری صاحب سے بات کی تھی' انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ جی ' آزادانہ منصفانہ اورغیر جانبدارانہ انتخابات ہوں گے' سرکاری مشینری استعمال نہیں ہوگی۔ کیونکہ 2002ء میں بھی پیپلز پارٹی یہاں سے جیت نہیں سکی تھی اور اس کے بعد ضمنی الیکشن ہوا تھا اس میں بھی پیپلز پارٹی کے ساتھی نہیں آ سکے تھے۔ابھی فروری 2008ء میں بھی الیکشن ہوا محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی وجہ سے ملک میں بہت بڑا طوفان تھا لیکن اس کے باوجود بھی پیپلز پارٹی کے ساتھی وہاں سے نہیں جیت سکے تھےمیر نصر اللہ خان بجارانی وہاں سے منتخب ہوا جمعیت العلمائے اسلام کا وہ ally تھا ۔وہاں جمعیت العلمائے اسلام کی ایک حیثیت ہے۔اب ضمنی الیکشن ہوئے۔ میر نصر اللہ خان بجارانی مرحوم کے انتقال کی وجہ سے ۔ جمعیت العلمائے اسلام الیکشن لڑ رہی تھی مقابلے میں پیپلز پارٹی کے ساتھی تھے۔ ہمیں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ سرکاری مشینری بھی استعمال نہیں ہوگی اور جناب عالی! کوئی دھاندلی بھی نہیں ہوگی کسی کو pressurise نہیں کیا جائے گا اور تمام لوگوں کو آزادی کے ساتھ vote cast کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ کیونکہ پیپلز پارٹی نے جو امیدوار کھڑا کیا وہ پیپلز پارٹی میں نووارد ہے جس نے ساری زندگی پیپلز پارٹی کے خلاف کام کیا۔وہ پہلے قوم پرست لیڈر تھا پھر فرنٹ میں کام کرتا رہا۔ اس نے اپنی پوری زندگی میں وفاقی سیاست نہیں کی۔ پیپلز پارٹی کے ساتھی بھی اس سے نالاں تھے اور اس کو ووٹ دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اس کے جیتنے کی کوئی امید نہیں تھی ۔ ہمارے علماء کرام نے الیکشن مہم چلائی' 15 تاریخ کو الیکشن تھے ۔ 13 تاریخ کو مولانا فضل الرحمان صاحب تشریف لائے۔ وہاں کے اجتماعات میں پورے سندھ کے علماء شریک ہوئے۔ پورے علاقے کے لوگ باہر نکلے۔ وہاں بہت بڑا سماں تھا۔ صبح 10 بجے سے رات 12 بجے تک حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب نے علماء کرام کے ساتھ الیکشن کے اس حلقے کا دورہ کیا۔ وہاں کے کامیاب اجتماعات دیکھ کر اور مولانا صاحب کا والہانہ استقبال دیکھ کر پیپلز پارٹی کے ساتھیوں نے سوچا کہ اب ہمارا الیکشن جیتنا ممکن نہیں ہے۔ پہلے بھی وہ سرکاری مشینری

استعمال کرتے رہے۔ وہاں چیف منسٹر سندھ آتے رہے۔ سندھ کے وزراء کی فوج وہاں آتی رہی لیکن جب مولانا صاحب آئے تو رات کو بارہ بجے جب ہم گھر پہنچے تو سندھ کے وزرا کی فوج ہمارے امیدوار کے گھر پہنچی، ان کے ساتھ پتا نہیں پولیس کی کتنی گاڑیاں تھیں؟ اب اس کو کس طرح اپنے ساتھ ملایا؟ آیا دھمکی کے زور پر یا اس پر دباؤ ڈال کر یا لالچ دے کر اس کو خریدا، جو کچھ بھی کیا، اس کی وفاداریاں تبدیل کروائی گئیں۔ 14 تاریخ کو ہم نے اس پر احتجاج کیا اور ہم نے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ 15 تاریخ کو لوگ انتخابات میں ووٹ ڈالنے نہیں گے۔ اس کے بارے میں پورے میڈیا نے خبریں چلائیں کہ جناب لوگ polling stations پر نہیں آرہے ہیں۔ اس کے بعد سرکاری عملے نے اور میرے اتحادی، پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے ٹھپے لگائے۔ اس طرح 85000 ٹھپے لگا کر اس بندے کو کامیاب کروایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کا قتل ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ میں نے وہاں بھی مطالبہ کیا تھا اور یہاں بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر پیپلز پارٹی کے ساتھی، اتحادیوں کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرتے ہیں تو پھر بات کیسے آگے چلے گی۔ جمعیت العلمائے اسلام کے اکابرین نے صوبہ سندھ میں پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد ختم کرنے کا اعلان کیا ہے اور ہم نے وہاں اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ الیکشن کمیشن سے کہیں کہ یہ نتائج رکوائے جائیں کیونکہ وہ ممبر منتخب نہیں ہوا۔ وہاں کوئی الیکشن نہیں ہوئے۔ اس لیے وہاں دوبارہ الیکشن کروایا جائے۔ میں اس بات پر اپنے ساتھیوں سمیت علامتی walkout کرتا ہوں۔

(اس موقع پر سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو اپنے ساتھیوں سمیت ایوان سے walkout کر گئے)

جناب چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Award of Contract in Violation of Rules

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مولانا صاحب نے پہلے نام دیا تھا۔ سعدیہ عباسی صاحبہ، مجھے ساتھیوں کے messages آرہے ہیں کہ وہ جانا چاہتے ہیں۔ اس لیے آپ اپنی بات کریں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! میرا point of order, missing persons کے حوالے سے ہے۔ I would like to take it up on Monday.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ خالد صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ہماری جمہوری حکومت ہے۔ ماشاء اللہ بڑی مضبوط حکومت ہے اور اس کے لیے ہم دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اور مضبوط کرے، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت کاملہ عطا فرمائے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ ان الٹے ہوئے حالات کو سیدھا کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور کسی نہ کسی طریقے سے بجلی، پانی، آٹا اور گیس وغیرہ کے مسائل حل کرنے میں اپنی تمام کوششیں صرف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔ اس وقت پوری حکومت کاسۂ گدائی لے کر پوری دنیا میں دو دو پیسے جمع کر رہی ہے تاکہ ملک کے لوگوں کا ذرا پیٹ سیدھا ہو جائے، صحیح ہو جائے لیکن دوسری طرف آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ اخباروں میں ایک شور مچا ہوا ہے کہ غریبوں کا سر ڈھانپنے کے لیے حکومت جو دس لاکھ مکان بنانے جا رہی تھی، اس کا 60 ارب روپے کا ٹھیکہ کسی اپنے پاکستانی دوست کو جس کے پاس British passport ہے، اس کی کوئی کمپنی ہے، اسے بلا کر دے دیا گیا ہے اور یہ بالکل آئین کی خلاف ورزی کر کے دیا گیا ہے۔

(اس موقع پر سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو اپنے ساتھیوں سمیت واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: آئین کے rules ہیں، جو ٹھیکے دینے کے قوانین ہیں، جو اس کے لیے گورنمنٹ نے یا پارلیمنٹ نے اصول بنائے ہیں، یہ ٹھیکہ بالکل اس کے خلاف دیا گیا ہے۔ دو چار دن ایک بندے کو اپنے گھر بٹھا کر 60 ارب کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی ایسی شرائط طے نہیں ہیں۔ میں اس سیکرٹری کو سلام کرتا ہوں کہ جس نے وہاں بیٹھ کر یہ کہا کہ یہ آئین کے خلاف ہے، میں اسے نہیں مانتا ہوں۔ ان کے ساتھ دوسرے officers نے بھی یہ کہا۔ اس پر انہیں وزارت سے نکالنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور وزیر اعظم سے کہا جا رہا ہے کہ اس سیکرٹری کو نکال دیا جائے جس نے کہا کہ یہ قانون کے خلاف ہے۔

اگر 60,60 ارب روپے ایسے ہی لٹتے گئے تو پھر یہ ملک کیسے چلے گا جو کہ پہلے ہی ڈوبا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! اس ملک کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ 60 ارب روپے کا ٹھیکہ دو دن میں بغیر کسی گورنمنٹ کی منظوری کے، پارلیمنٹ کی منظوری کے، آئین اور دستور کے خلاف دیا جا رہا ہے۔ وزارت قانون پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ وزارت قانون اجازت معاف کر دے تو باقی تمام مراحل کو طے کرکے اس پر دستخط کر دئے جائیں۔ کیوں بھائی؟

(قہقہے)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: یہ کون سا قانون ہے بھائی؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: کیا یہاں کوئی سینیٹ نہیں ہے؟ یہاں کوئی عدالت نہیں ہے؟ یہاں کوئی اسمبلی نہیں ہے؟ یہ 60 ارب روپے ہیں۔ یہ نہ ساٹھ کروڑ ہیں، نہ ساٹھ لاکھ ہیں اور نہ ساٹھ ہزار ہیں بلکہ یہ 60 ارب روپے کا ٹھیکہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: یہ اتنی زیادتی کے ساتھ دے دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: اس پر یہاں پوری بات ہونی چاہیے۔ یہ کوئی رقم نہیں ہے؟ میں 60 ارب روپے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں - The House, now stands adjourned to meet again...

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب والا! اس پر پیر کے روز بات ہو گی۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب اخبارات بھرے پڑے ہیں اس scandal سے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیے۔ ہاؤسنگ کے وزیر اس پر کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیئے۔ کاکڑ صاحب، آپ اس پر بات کرلیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: یہ اتنا بڑا scandal ہے---

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ پہلے کاکڑ صاحب کو سن لیں، پھر ہاؤس کو adjourn کرنا ہے۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ (وفاقی وزیر ہاؤسنگ و تعمیرات): بہت شکریہ۔ چیئرمین صاحب۔ ایک mis-information کی base پر اس کو لالو کھیت سمجھا جا رہا ہے۔ اصل دکھ کی بات یہ ہے کہ پیرزادہ صاحب نے---

جناب چیئرمین: آپ نام نہیں لیں، انہوں نے بھی آپ کا نام نہیں لیا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: اس میں ان کا نام ہے، اس لیے میں ان کا نام لے رہا ہوں۔ انہوں نے ایک جعلی پلاٹ الاٹ کروانے کی سرتوڑ کوشش کی تھی۔ جس پر میں نے انکار کیا ہے۔

Mr. Chairman: I think, personal allegation

نہ لگائیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: دوسری بات یہ ہے کہ---

(مداخلت)

Mr. Chairman: I think, we should move on. The House, now stands adjourned to meet again on Monday, 22nd December, 2008 at 4.00 p.m, *Insha Allah.*

Information Laid on the Table of the House in Fulfilment of Promise made in Supplementary Question to Starred Question During 46th Session.

1. Promised reply to the supplementary question to starred question No. 21 asked by Prof. Khurshid Ahmed, Senator, on 28th August 2008

August 2008 regarding the land cover / tree cover of 10.609mha forest land in possession of Provincial Forest Department.

Subject: Brief for Senator Khurshid Ahmed on the status of Government owned-forests

During the Senate Session on August 28, 2008, Minister for Environment answered the Senate Question No. 21 moved by Senator Ms. Sabina Rauf. After the reply by the Minister, Senator Prof. Khurshid Ahmed inquired about the land cover/ tree cover of 10.609 m ha forestland in possession of Provincial Forest Departments. Requisite information is provided in the following paragraphs.

1. Province-wise break up of 10.609 m ha by legal categories is given in the following table:

Forest Area and rangelands under the control of Provincial/ territories Forest Departments By Legal Category ('000 ha)

Legal Category	NWFP	Punjab	Sindh	Balochistan	NAs	AJK	Total
State	--	--	48	707	--	567	1,322
Reserved	106	311	228	--	--	--	645
Protected	467	2,736	795	378	67	--	4,443
Un-classed	--	103	11	--	--	--	114
Resumed Lands	33	9	5	--	--	--	47
Guzara	248	68	--	--	--	--	316
Communal	--	--	--	--	2983	--	2,983
Section 38	26	19	--	1	--	--	46
Chos Act	--	1	--	--	--	--	1
Miscellaneous	432	21	--	239	--	--	692
Total	1,312	3,268	1,087	1,325	3,050	567	10,609

2. Out of total lands of 10.609 m ha in possession of Forest Departments, only 4.717 m ha have forests and the rests are rangelands (where only grasses and shrubs can grow). Following table gives details of forest types in all provinces:

Question No. 21. is the proceeding of 46th session, 2008. Secretary has ordered to insert it in the proceeding of 49th session 2008.

Forest Area under the Control of Provincial/ territories Forest Departments
By vegetation type (000 ha)

Vegetation Type	NWFP	Punjab	Sindh	Balochistan	NAs	AJK	Total
Coniferous forests	1037	49	-	116	285	407	1930
Irrigated Plantations	-	150	95	6	8	-	259
Riverine forests	-	58	272	2	-	-	332
Scrub forests	63	316	1	598	652	9	1639
Coastal Forests	-	-	281	231	-	-	512
Mazri	24	-	-	-	-	-	24
Linear Plantations	2	16	1	1	1	-	21
Range lands	150	2679	437	371	2104	151	5892
Total	**1312**	**3268**	**1087**	**1325**	**3050**	**567**	**10,609**

Actual state of existing forests is assessed from the crown cover density (percent of ground covered by the tree crowns). Dense forests have density of more than 75 % and sparse or thin forests have density of less than 25 %. Ministry of Environment conducted a satellite-based map assessment of forest density in Pakistan in 2003-04.

According to this assessment, only 9.37% of total **Coniferous forests** have crown cover density of more then 75%, whereas 54.69% of coniferous forests are very thin having less than 25% density.

Similarly, 66.6% of total **Scrub forests** are thin having less than 25 % density. The status of **Riverine forests (Bela Forests)** is worse where only 7.4 % of total belas have high cover density. Provincial statistics of forest cover density of Coniferous forests, Scrub forests and Riverain forests is given in the annexed tables.

Assessment of Forest Cover Density in Pakistan (2003-04)

Cover density classes of Coniferous Forests (2003-04)

Territory	Up to 25%	25 – 50 %	50 – 75 %	+ 75 %	Total
NWFP	28.57	33.33	23.81	14.29	100
Punjab	42.86	14.29	42.85	0.00	100
Sindh	0.00	0.00	0.00	0.00	0
Balochistan	40.00	60.00	0.00	0.00	100
Northern Areas	72.00	24.00	4.00	0.00	100
AJK	50.00	0.00	0.00	50.00	100
Total	54.69	21.88	14.06	9.37	100

Cover density classes of Scrub Forests (2003-04)

Territory	Up to 25%	25-50%	50-75%	+75%	Total
NWFP	75.00	4.17	12.50	8.33	100
Punjab	55.56	18.52	11.11	14.81	100
Sindh	0	0	0	0	0
Balochistan	83.33	16.67	0.00	0.00	100
Northern Area	0.00	0.00	0.00	0.00	0
AJK	0	0	0	0	0
Total	**66.66**	**12.28**	**10.53**	**10.53**	**100**

Cover density classes of Riverain Forests (2003-04)

Territory	Up to 25%	25-50%	50-75%	+ 75%	Total
NWFP	50.25	40.37	10.38	0.00	100
Punjab	53.84	30.78	0.00	15.38	100
Sindh	75.00	16.67	8.33	0.00	100
Balochistan	50.00	50.00	0.00	0.00	100
Northern Area	0.00	0.00	0.00	0.00	0
AJK	0	0	0	0	0
Total	**66.66**	**22.22**	**3.70**	**7.41**	**100**

[The House was then adjourned to meet again on Monday, 22nd December, 2008 at 0400 p.m.]